Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 02, April - June 2026, **PP**: 29-51
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

منتخب معروف فقہی اردو کتبِ سیرت کا تعارفی جائزہ

(انیسویں تا بیسویں صدی ہجری)

An Introductory Review of Selected Prominent Urdu Fiqh-Based Books on the Prophetic Seerah (19th to 20th Hijri Century)

1. Sawera Arshad
saweraarshad200@gmail.com
Visiting Lecturer,
Government College University, Faisalabad.

2. Dr. Humayun Abbas
drhumayunabbas@gcuf.edu.pk
Dean,
Faculty of Islamic & Oriental Learning,
Government College University, Faisalabad.

How to Cite: Sawera Arshad and Dr. Humayun Abbas. 2026: "An Introductory Review of Selected Prominent Urdu Fiqh-Based Books on the Prophetic Seerah (19th to 20th Hijri Century)". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (02): 29-51.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
02-04-2026	30-05-2026	10-06-2026

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI, Advanced Sciences Index, CiteFactor, Asian Research Index, SCI, Google Scholar, اردو جرائد اشاریہ, تحقیقات, ADL Asian Digital Library, EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

منتخب معروف فقہی اردو کتبِ سیرت کا تعارفی جائزہ

(انیسویں تا بیسویں صدی ہجری)

An Introductory Review of Selected Prominent Urdu Fiqh-Based Books on the Prophetic Seerah

(19th to 20th Hijri Century)

1. **Sawera Arshad**
Visiting Lecturer, Government College University, Faisalabad.
sweraarshad200@gmail.com

2. **Dr. Humayun Abbas**
Dean,
Faculty of Islamic & Oriental Learning, Government College University, Faisalabad.
drhumayunabbas@gcuf.edu.pk

Abstract

This study offers an analytical and introductory review of selected prominent Urdu works on the Prophetic Seerah that incorporate juristic (fiqh-based) discussions, produced during the 19th to 20th Hijri centuries. It explores how these writings move beyond mere historical narration to present the Seerah as a practical and normative source for legal reasoning, ethical guidance, and socio-religious organization. The paper examines the methodological approaches adopted by scholars in integrating jurisprudential discourse within the biographical framework of the Prophet ﷺ. It highlights the ways in which legal rulings, principles of fiqh, and applied aspects of Islamic law are derived from events of the Seerah, thereby demonstrating the dynamic relationship between historical narrative and legal theory. Special attention is given to how these works address contemporary challenges of their respective periods by contextualizing Prophetic guidance within evolving social and intellectual landscapes. Furthermore, the study evaluates the scholarly significance of these contributions in shaping modern Urdu Seerah literature, particularly in strengthening the applied dimension of Islamic jurisprudence. It argues that such fiqh-oriented Seerah writings play a vital role in bridging the gap between classical legal theory and lived realities, offering a coherent model for understanding the practical implementation of Islamic teachings.

Keywords: *Fiqh-based Seerah Studies, Urdu Seerah Literature, Islamic Jurisprudence, Legal Methodology, 19th – 20th Hijri Century.*

تمہید و تعارف

میدانِ علمِ سیرت میں متعدد اسالیب کی حامل کتبِ سیرت وقتاً فوقتاً منظرِ عام پر آتی رہیں۔ اسی طرح فقہی طرز کی حامل کتب بھی قارئین کی دلچسپی کا باعث بنیں۔ یہ کوئی نیا طرزِ اسلوب نہیں بلکہ قدیم کتبِ سیرت میں بھی پایا گیا مثال کے طور پر زاد المعاد از ابن قیمؒ وغیرہ۔ یہ طرزِ اسلوب عصرِ حاضر میں باقاعدہ طور پر فقہی رجحان کے نام سے منظرِ عام پر آیا اور محققین کی جستجو و تحقیق کا باعث بنا۔ قدیم کتب کے علاوہ عصرِ حاضر میں اردو کتبِ سیرت میں بھی یہ کچھ کتب میں واضح طور پر نظر آتا ہے جس میں سے کچھ کا انتخاب کیا گیا۔ ان کتب کے انتخاب کی چند وجوہات ہیں کہ:

1. عربی کتب کے بعد اردو سیرت نگاری کا آغاز برصغیر میں ہوا۔ اس لیے وہاں پائی جانے والی اردو کی امہات کتب کو لیا گیا۔

2. فقہیاتِ سیرت کے حوالے سے تمام کتبِ سیرت میں مواد موجود نہیں ہے۔ کچھ کتب میں بہت قلیل تفصیلات موجود ہیں تو کچھ میں کثیر مباحث ہیں اس لیے وسیع پیمانے کے لحاظ سے مسائل واحکام کی حامل بنیادی مصادر والی اردو کتب کا انتخاب کیا گیا۔

3. اردو کتبِ سیرت کا آغاز انیسویں صدی میں ہوا اس لیے معروف اردو کتب کا انتخاب کیا۔ مزید یہ کہ باقاعدہ طور پر عصرِ حاضر کے نئے رجحان کے پیشِ نظر بھی ان کتب کا انتخاب کیا گیا ہے۔

آئندہ سطور میں جن اردو کتبِ سیرت کا انتخاب کیا گیا ان کا تعارفی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

"تواریخ حبیب اللہ ﷺ" از مفتی عنایت احمد کاکوروی ؒ

انیسویں صدی عیسوی کے معروف علماء وفضلاء میں شمار حضرت علامہ مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی ؒ "دیوہ" میں 9 شوال 1228ھ / 8 اکتوبر 1813ء ضلع بارہ بنکی میں پیدا ہوئے۔[1] نسباً قریشی، مسلکاً حنفی اور مولداً دیووی تھے۔[2] مولانا محمد عنایت احمد کاکوروی نے 1275ھ / 1857ء میں سیرت نبوی ﷺ پر معروف کتاب "تواریخ حبیب اللہ ﷺ" لکھی جس کا نام بھی تاریخی ہے اور اردو زبان وادب میں بھی سیرت پر باقاعدہ شمالی ہند کی پہلی اردو نثر پر کتاب ہونے کا شرف رکھتی ہے۔[3] مفتی صاحب نے یہ کتاب حکیم محمد امیر خاں کی فرمائش پر تحریر کی جو کہ جزیرہ انڈیمان میں قید وبندش کے عالم میں حافظہ کی بنیاد پر لکھی جس کا اعتراف مصنف خود اپنی تصنیف کے مقدمہ میں کرتے ہیں۔ اصل الفاظ یہ ہیں:

> "راقم حروف کہ نیرنگ تقدیر سے فی الحال جزیرہ پورٹ بلیر انڈمن میں وارد ہے اور کوئی کتاب کسی طرح کی پاس اپنے نہیں رکھتا۔ بپاس خاطر شفیق غمگسار صدرِ عنایت بر حال زار حکیم محمد امیر خاں صاحب نیٹیو ڈاکٹر کے یہ رسالہ بیان "تواریخ حبیب اللہ ﷺ" میں 1275 ہجری میں لکھتا ہے اور نام تاریخی اس کا "تواریخ حبیب اللہ ﷺ" ہے۔"[4]

مفتی محمد عنایت احمد ؒ کتاب کو لکھنے کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اردو زبان میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے کہ جو متعدد حالاتِ صحیحہ پر مشتمل ہو اور نہ ہی رسائل میلاد جس میں سیرت طیبہ ﷺ کو بیان کیا جاتا ہے۔ بہت سی کتبِ تواریخ غیر معتبر روایات پر مبنی ہیں جس میں جہاں سے چاہا بغیر تحقیق افسانے غلط طریقے سے درج کر دیے گئے۔ مثال کے طور پر ایک میلادی رسالہ میں نبی کریم ﷺ کی رضاعت کے حوالے سے ثویبہ کا دودھ پلانا حلیمہ سعدیہ کے بعد درج کیا یا صلح حدیبیہ کو فرضیت حج کے بعد لکھا وغیرہ جس کی آپ نے تصحیح کی اور کوشش کی کہ صحیح بخاری اور دیگر کتب معتبرہ سے مواد کو نقل کیا جائے۔[5] تواریخ حبیب اللہ ﷺ کا دوسرا سبب تالیف مقدمہ میں کتاب کی ابتداء میں ہی درج ہے کہ:

> "پیغمبر صاحب کی اتباع اور آپ کے طریقہ پر چلنا بغیر اطلاع کے آپ کے حالات سے ممکن نہیں۔ پس مطلع ہونا آپ ﷺ کے حالات پر سبب ہے بندے کے مقبول اور محبوب خدا ہونے کا، اور سبب ہے گناہوں کے بخشے جانے کا۔"[6]

یہ رسالہ نما تصنیف تین ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے جس کے کل صفحات 176 ہیں۔ اس تصنیف کو امہات کتبِ سیرت واحادیث سے تحقیق کر کے مستند بنایا گیا۔ ابواب کی تفصیلات میں پہلا باب چھ فصول پر مشتمل ہے جس میں ذکرِ نورِ محمدی، آباؤ اجداد، ولادتِ باسعادت، دورانِ پیدائش ہونے والے معجزات، رضاعت وطفولیت، دورانِ ایام رضاعت وطفولیت معجزات، شباب و

زمانہ نبوت، واقعہ معراج وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔[7] دوسرا باب تیس فصول پر مشتمل ہے۔ کتاب کا بڑا حصہ اس باب کی تفصیلات فراہم کرتا ہے جو 120 صفحات پر محیط ہے۔ اس میں ہجرت سے لے کر وفاتِ نبوی ﷺ تک کے وقائع سیرت کو جمع کر دیا گیا۔ مثال کے طور پر مکہ سے مدینہ ہجرت، آمدِ مدینہ، غزوہ بدر، نکاحِ فاطمہؓ، غزوہ احد، غزوہ بدر ثانی، سریہ رجیع، قصہ بیر معونہ، غزوہ بنی نضیر، غزوہ خندق، غزوہ بنی قریظہ، قتل ابورافع وکعب بن اشرف، واقعہ افک، حکمِ تیمم، صلح حدیبیہ، غزوہ خیبر، عمرۃ القضا، قبولِ اسلام خالد بن ولید، عمرو بن العاص، عثمان بن طلحہ، مکتوباتِ نبوی، سریہ ابوعبیدہ، غزوہ موتہ، فتح مکہ، غزوہ حنین، بیان وفود، غزوہ تبوک، فرضیت حج اور ابو بکر صدیقؓ امیر الحاج مباہلہ، حجۃ الوداع اور وفاتِ رسول ﷺ وغیرہ کا تذکرہ الگ الگ فصل میں بیان کیا گیا ہے۔[8] تیسرے باب میں تین فصول بیان کی گئی ہیں جن میں نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک، اخلاق کریمہ اور پچاس کے قریب معجزات کا تذکرہ کیا گیا۔[9] خاتمہ تصنیف میں شفاعتِ کبریٰ کا بیان ہے جو کہ صحیح بخاری اور دیگر کتبِ احادیث کی مدد سے مرتب کردہ ہے۔[10]

مولانا کی تالیف کی وجہ تسمیہ اور تقسیم ابواب کے تعارف کے بعد خصائص تصنیف کے حوالے سے بھی متعدد نکات سامنے آتے ہیں۔ مفتی عنایت احمد کی کتاب کو جانچنے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ تصنیف و تالیف کے وقت معتبر کتبِ احادیث و سیر کی روایات کو خاص طور پر پیش نظر رکھا۔ محض حافظہ پر اعتماد نہیں کیا گیا۔ جن معتبر مصادر و مآخذ سے استفادہ کیا گیا ان میں "صحاح ستہ" کے علاوہ "روضۃ الاحباب"، "مواہب اللدنیہ"، مدارج النبوۃ، مشکوٰۃ شریف، شرح شمائل، تفسیر بیضاوی، خصائص کبری[11]، امام غزالی کی "احیاء العلوم" شاہ ولی اللہ کی "فیوض الحرمین"، امام نووی کی "التبیان فی آداب حملۃ القرآن" وغیرہ کا تذکرہ کتاب میں ملتا ہے اور متن میں حاکم، بیہقی، قرطبی، ابن حبان اور طبرانی کی روایات سے بھی استفادہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں معتبر کتبِ تاریخ سے روایات بھی درج کی گئی ہیں۔

مفتی عنایت احمد کی تصانیف کی زبان اور اسلوب کا اندازہ لگایا جائے تو نہایت سادہ، رواں، عام فہم اور جامع ہے۔ عبارت میں ایسا دلچسپ بیان و روانی ہے کہ کہیں بھی اکتاہٹ نہیں ہوتی۔ اس زمانہ کے عمومی رواج سے ہٹ کر عربی و فارسی الفاظ کی کثرت اور عربی عبارتوں کا لفظی ترجمہ بھی کیا گیا جس میں جامعیت پائی گئی۔ غرض یہ کہ قدیم املاء کا رجحان برقرار رکھا۔[12] اس کا اندازہ اس اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے:

> "مادہ خر سواری حلیمہ کی بسبب لاغری کے چل نہیں سکتی تھی۔ جب آپ ﷺ ساتھ حلیمہ کے اوس پر سوار ہوئے۔ ایسی تیز رفتار ہو گئی کہ سب قافلے کی سواریوں سے آگے جاتی تھی۔"[13]

مولانا کی تصنیف اردو سیرت نگاری کی تاریخ میں ایک اہم اضافہ ہے جس کے تذکرہ کے بغیر اردو سیرت نگاری کی تاریخ مکمل نہیں ہو سکتی لیکن جو اہمیت یہ کتاب رکھتی ہے وہ اسے مل نہ سکی۔ کسی نے اس کو متعارف بھی کروایا تو چند سطور میں ہی لکھ کر ختم کر دیا۔[14] کتاب کی علمی و تحقیقی خوبی کو بیان کرتے ہوئے مقدمہ میں ہی بیان کیا گیا کہ آج تک اس تصنیف کو کسی عالم و مصنف نے بطور اعتراض قلم بند نہیں کیا[15] اور کئی مؤلفین نے اپنی تصانیف میں اسے کو بطور مآخذ بھی اختیار کیا ہے۔[16]

"تواریخ حبیب الہ ﷺ" میں وقائع سیرت میں ہی متعدد مقامات پر کچھ فقہی موضوعات کے حوالہ سے بھی تفصیلات کو درج کیا گیا۔ فقہی بحث میں کہیں قرآن سے استدلال کرتے دکھائی دیتے اور متعدد مقامات پر کثیر تعداد میں سند کے ساتھ احادیث سے استدلال کیا۔ اس حوالے سے تذکرہ غزوہ خیبر میں تحریم گوشت، خر و متعہ کے حوالے سے اقتباس بطور نمونہ بیان ہے کہ:

> "عرب جنگلی گدھے کا گوشت کھایا کرتے تھے کچھ ہانڈیاں چولہوں پر چڑھتی تھیں۔ آپ نے پوچھا کیا پکتا ہے

عرض کیا گدھے کا گوشت۔ آپ نے فرمایا یہ حرام ہے اور ہانڈیاں اُلٹوا دیں اور متعہ کے لیے بھی غزوہ خیبر میں منع فرمایا۔"[17]

اس کے بعد بیان کرتے ہیں کہ صحیح بخاری میں حضرت علیؓ سے روایت اور استبصار میں ابو جعفر طوسی کی حضرت علیؓ سے روایات نقل ہیں۔اس کے علاوہ متعہ کی تحریم کے حوالے سے صحیح مسلم کا تذکرہ کیا گیا۔[18]فقہی بحث کے بیان میں احادیث کا عربی متن کئی مقامات پر درج نہیں کرتے بلکہ روایت کو بیان کر دیتے ہیں۔ یہ سب وقائع سیرت کے ذیل میں "حال" کی سرخی دے کر درج فرماتے ہیں۔ بعض جگہ پر اقوال رسول ﷺ کا صحاح ستہ سے حوالہ بھی درج نہیں کرتے اور آپ ﷺ نے کیا فرمایا وہ بیان کرتے ہوئے جامعیت سے کام لیتے ہیں۔

مفتی عنایت احمدؒ نے اپنی تصنیف میں کتاب کے اختصار کو بھی قائم رکھا اور مواد کی بھی کثیر فراہمی کی۔ البتہ سیرت کے حوالے سے مکمل مواد بیان ہے۔ زیادہ مضمون کے لیے قلیل الفاظ کا استعمال کرنے کا ہنر اختیار کیا گیا جو کہ آپؒ کے اس مشکل کام کو حسن وخوبی سے سرانجام دیتا ہے۔ تیرھویں صدی ہجری کے آخری ربع میں تحریر کی گئی[19] یہ تصنیف "تواریخ حبیب الہ ﷺ" زبان وادب کے اعتبار سے جدید دور میں مدخل ہوئی دکھائی دیتی ہے کیوں کہ "فوائد بدریہ" اور ریاض السیر پر دکنی لہجہ غالب نظر آتا ہے لیکن یہ کتاب اس سے مبرا ہے۔ اس صفت نے بھی اس تصنیف کے طرز بیان کو دلکش وحسین بنایا۔[20]مفتی عنایت احمدؒ کی یہ تصنیف علم کے سفینہ سے لبریز ہے کیونکہ اس میں تاریخی یادداشت، ترتیب واقعات، قواعدِ فنون، ضوابط علوم تمام حیرت انگیز کرشمے دکھائی دیتے ہیں۔[21]غرض یہ کہ عالموں اور نقادوں کی بے اعتنائی کے باوجود یہ تصنیف سیرت رسول ﷺ پر تحریر کی جانے والی کتب میں ایک اہم اضافہ ہے۔

"نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ" از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

چودھویں صدی ہجری کی یگانہ روز شخصیتوں میں حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ سرفہرست ہیں۔ آپ اپنے زمانہ کے مفسرین، محدثین، ممتاز فقہاء اور سیرت نگاران میں سے ہیں جو اپنی علمی وفقہی جذبات وجدید مسائل پر مجتہدانہ انطباقات اور مجددانہ تشریحات کی بدولت صدیوں تک یاد رکھے جائیں گے۔ آپ کی ولادت 5 ربیع الثانی 1280ھ میں ہوئی۔ بہت بڑے رئیس شیخ عبد الحق صاحب تھانویؒ کے چشم وچراغ خاندانی اعتبار سے فاروقی النسل شیخ تھے۔[22]

سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر مولانا اشرف علی تھانوی نے "نشر الطیب ذکر النبی الحبیب ﷺ" کے نام سے 1911ء تا 1912ء میں ایک مختصر تصنیف تحریر کی جسے 331 صفحات میں تاج کمپنی نے شائع کیا۔ کتاب کو احادیث کی روشنی میں ضبطِ تحریر میں لایا گیا اور بہت کم تاریخ وسیر کی تصانیف کو بطور ماخذ ومصدر لیا گیا۔ جس کی نشاندہی خود کتاب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ اس رسالہ کو لکھتے وقت صحاح ستہ اور شمائل ترمذی کے علاوہ زاد المعاد (ابن قیم)، مواہب لدنیہ، سیرت ابن ہشام، الشمامتہ العنبریہ فی مولد خیر البریہ (مولوی صدیق حسن خان)، تواریخ حبیب الہ ﷺ (مفتی عنایت احمد کاکوروی)، قصیدہ بردہ اور الروض النظیف جیسی کتابیں کو پیش نظر رکھی ہیں۔ ان کے علاوہ ایک عربی رسالہ "شیم الحبیب" (مفتی الٰہی بخش کاندھلوی) سے اس حد تک استفادہ کیا ہے کہ نشر الطیب کو اس کا ترجمہ قرار دیا جا سکتا ہے۔"[23]

مولانا نے تصنیف کا نام "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ" تجویز کیا۔ جس کا مطلب ہے محبوب خدا، نبی اکرم ﷺ کے ذکر کی خوشبو، جو پورے عالم اور فضا کو معطر کر دے۔ مولانا نے یہ نام اس لیے تجویز کیا کہ انسان کی قلب ودماغ کی روحانی وباطنی

بالیدگی ذکر مصطفیٰ ﷺ سے ہی مل سکتی ہے۔[24] کتاب کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے مولانا بیان کرتے ہیں کہ بعض احباب کے پیہم اصرار پر تالیف کی۔ ان احباب میں حافظ روح اللہ خان (اٹاوہ)، حافظ عبد الحکیم خان (لکھنو)، مولوی مسیح الدین (الٰہ آباد)، وغیرہ شامل ہیں۔

مقصد تالیف تحریر کرتے بیان کرتے ہیں کہ ایسا عام فہم تذکرہ قلم بند کیا جائے کہ مجمع عام میں پڑھ کر سنایا جائے تاکہ تذکرہ رسول ﷺ سے خیر وبرکت بھی ہو اور آفات وبلیات سے حفاظت بھی نیز ذکر حالات سے معرفت اور معرفت سے محبت اور محبت سے قیامت میں معیت وشفاعت کی امید اعظم اس کتاب کے مقاصد میں شامل ہے۔[25] مولانا نے کتاب کو ایک مقدمہ اور اکتالیس فصول میں تحریر کیا اور اس کے مندرجات میں فضائل النبی ﷺ حسب ونسب، ولادت، طفولیت، شباب، نکاح، معراج، ہجرتِ حبشہ، مکی زندگی کے متفرق واقعات، ہجرتِ مدینہ، غزوات اور زندگی کے دوسرے حالات، حقوق مصطفیٰ ﷺ، درود وسلام بھیجنے کے فضائل اور واقعہ معراج وغیرہ شامل ہیں۔[26]

اسلوبِ تصنیف کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ محض روایتی سیرت نگاری کے زمانی اسلوب پر مبنی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی ذات وصفات سے شمائل واخلاق تک وقائع سیرت انتہائی عمدگی سے یکجا کیے ہیں۔ موصوف نے واقعہ یا حدیث ذکر کرنے کے بعد متعلقہ رہنما اصول بھی مستنبط کیے[27] اور ان کو فوائد کی صورت میں واضح کیا۔[28] اختلاف کی صورت میں تطبیق کا طریقہ استعمال کرتے ہوئے روایتی سیرت نگاری کی طرح عربی تا فارسی کتب کا محض اردو میں ترجمہ نقل کرتے ہیں۔ مولانا نے سیرت نگاری میں حکمت وبصیرت اور فقیہانہ مزاج اپنایا۔ جامعیت واختصار، تحقیقی اسلوب، قصائد[29] واشعار[30] کا انتخاب وغیرہ جیسے خصائص کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔

مولانا نے وقائع سیرت کے ذیل میں کچھ فقہی مسائل کے حوالے سے ان کے جواز اور غیر جواز کی بحث کو بھی ذکر کرنے کے لیے "فوائد علمیہ" کے عنوان یا لفظ "ف" لکھ کر آگے مسئلہ کو بیان کیا۔ فقہی بحث میں کہیں کہیں قرآن وحدیث سے دلائل دیتے ہیں لیکن زیادہ تر اپنے لفظوں میں مسئلہ کے جواز وغیر جواز ہونے کی معلومات کا اندراج انتہائی جامعیت سے کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر معراج کے موقع پر ابراہیمؑ کا بیت المعمور سے کمر لگائے بیٹھنا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ قبلہ کی طرف پشت پھیر کر بیٹھنا جائز ہے۔ لیکن ادب کا تقاضا یہ ہے کہ بلا ضرورت ایسا نہ کیا جائے۔ اس واقعہ کے کئی فوائد کو نووی شارح مسلم نے تحریر کیا۔ اس کے علاوہ کچھ فوائد اسی حوالے سے مولانا اشرف علی تھانویؒ بھی بیان کرتے ہیں جس میں مقامات متروکہ میں نماز پڑھنا کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ یہ پڑھنا موجب برکت ہے بشرطیکہ اس مقام سے کوئی مخلوق کی تعظیم کرنا مقصود نہ ہو۔[31]

سیرت النبی ﷺ از شبلی نعمانیؒ وسید سلیمان ندویؒ

اردو، عربی اور فارسی کے بلند پایہ نامور محقق وادیب علامہ شبلی نعمانیؒ جن کا اصل نام "محمد شبلی" ہے، علوم وفنون کے مرکز اور علماء وادباء کے مسکن "اعظم گڑھ" انڈیا کے نواحی گاؤں "بندول" میں مئی 1857ء / 1274ھ کے ہنگامہ خیز دور میں پیدا ہوئے۔[32] اردو ادب کے نامور ومعروف سیرت نگار، عالم مورخ محقق، متکلم، نقاد، سوانح نگار اور ماہر تعلیم علامہ سید سلیمان ندویؒ کی ولادت 23 صفر 1302ھ بمطابق 22 نومبر 1884ء جمعہ کے روز دستہ بہار میں ہوئی۔ یہ مردم خیز بستی پٹنہ کے مشرق کی طرف سولہ میل اور بہار شریف کی طرف شمال مشرق میں آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔[33] دادا نے مولانا کا اصل نام "انیس الحسن" اور کنیت "ابو نجیب" رکھی۔[34]

علم سیرت میں اردو زبان میں لکھی جانے والی کتب میں انتہائی اہم اور ضخیم تصنیف علامہ شبلی نعمانیؒ اور علامہ سید سلیمان ندویؒ کی مشترکہ تصنیف "سیرۃ النبی ﷺ" سات جلدوں پر مشتمل ہے جس کی ابتدائی دو جلدیں علامہ شبلی نعمانیؒ نے لکھیں اور باقی پانچ جلدیں شاگرد خاص سید سلیمان ندویؒ نے علامہ کی وفات کے بعد لکھیں۔ سیرت النبی ﷺ کی جلد اول 1918ء، جلد دوم 1920ء، جلد سوم 1924ء، جلد چہارم 1932ء، جلد پنجم 1935ء، جلد ششم 1938ء اور جلد ہفتم 1980ء میں طبع اشاعت ہوئیں۔ بیسویں صدی عیسوی میں ہر زبان میں تحریر کی جانے والی کتب سیرت میں یہ تصنیف ممتاز مقام رکھتی ہے۔[35] سیرۃ النبی ﷺ کے لکھنے کے حوالے سے علامہ کا لگاؤ اس خط سے ظاہر ہوتا ہے جو خود انہوں نے منشی محمد امین زبیری کو لکھا کہ:

"اگر مرنہ گیا اور ایک آنکھ بھی سلامت رہی تو انشاء اللہ دنیا کو ایک ایسی کتاب دے جاؤں گا جس کی توقع کئی سو برس تک نہیں ہو سکتی۔"[36]

"سیرت النبی ﷺ" تحریر کرنے کی وجہ تسمیہ خود علامہ شبلی بیان کرتے ہیں کہ پہلے پہل تصنیفات سیرت واقعہ نگاری پر مشتمل تھیں لیکن مستقل میں سیرت کی حجت واقعہ نگاری یا تاریخ کی حیثیت سے نہیں بلکہ علم الکلام سے بھی ہے۔ معترفین حال بیان کرتے ہیں کہ اگر مذہب صرف اعتراف خدا کا نام ہے تو بحث یہیں تک ہے۔ لیکن جب جزو مذہب میں اقرار نبوت بھی شامل ہو تو یہ بحث قابل ذکر ہے کہ حامل وحی اور سفیر الٰہی کے حالات واخلاق کا جائزہ لیا جائے۔[37] لہٰذا ضرورت تھی کہ حالات کے مطابق غیر مسلموں کے ذاتِ پیغمبری پر لگائے جانے والے بے بنیاد اعتراضات کا جواب دیا جائے اور روایت ودرایت کی کسوٹی پر سیرت کو لکھا جائے تاکہ مدلل جواب مخالفین اسلام کو اردو کی ضخیم کتاب کی صورت میں مل سکے۔ سیرت لکھنے کے ابتدائی خیال کو ظاہر کرنے کے بعد جس زمانہ میں علامہ شبلی الفاروق والغزالی لکھ رہے تھے اس کے بعد 28 ربیع الاول 1321ھ بمطابق 5 جون 1903ء کو حیدرآباد میں قیام کے زمانہ میں اس کو تحریر کرنے کے کام کا آغاز کیا اور 3ھ تک کے واقعات ایک مسودہ میں قلم بند کیے۔[38] اس حوالے سے دیگر کتب کی ضرورت کو ظاہر کرتے علامہ مئی 1903ء میں ایک خط میں تحریر فرماہیں کہ:

"میں نے جناب سرور کائنات ﷺ کی سوانح عمری لکھنی شروع کی ہے جو سعادت دارین کا ذریعہ ہے۔ اس کے لیے اس قسم کی کتابوں کی ضرورت ہے۔ میرا کتب خانہ تمام وطن میں ہے۔"[39]

کتاب کے آغاز تحریر کے بعد مالی لحاظ سے کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن معاونتِ اعلان کے بعد یہ مشکل بھی آسان ہوئی اور مولانا نے بطور کپتان ٹیم کے ساتھ اس تصنیف پر کام کیا اور کئی کتب چھان ماریں۔ یہ کتاب مولانا کی حیات میں آخری تصنیف تھی جسے مکمل کیے بنا آپ اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ جسے بعد میں سید سلیمان ندویؒ نے مکمل کیا۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ سیرۃ النبی ﷺ کی چھ جلدوں میں پہلی دو علامہ شبلی نعمانیؒ نے تحریر کیں، باقی چار جلدیں سید صاحب نے کیں۔[40] اس حوالے سے ڈاکٹر سید شاہ علی غائر مطالعے کی بنا پر تحریر فرماہیں کہ:

"سیرت کی چھ جلدوں میں سے پہلی دو جلدیں مولانا شبلی کی لکھی ہوئی ہیں۔"[41]

لیکن دوسری جلد کے بارے میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جلد سید سلیمانؒ اور مولانا شبلیؒ کی مشترکہ کاوش ہے۔[42] مولانا شبلیؒ یہ کتاب چار جلدوں میں مکمل کرنا چاہتے تھے جبکہ شاگرد سید سلیمان ندویؒ نے اسے سات جلدوں میں مکمل کر دیا۔[43] اس طرح کہیں چھ جلدوں کا تذکرہ ملتا ہے[44] اور کہیں سات جلدوں کا۔ الغرض آخری (ساتویں) جلد مختصراً شائع ہوئی ہیں۔ مندرجات تصنیف کے حوالے سے جلد اول میں حیات محمدی ﷺ اور مغازی شامل ہے۔ حجیت سیرت کے مختلف پہلو، سیرت، حدیث اور مغازی میں فرق،

فن سیرت کا ارتقاء، ابتدائی ومتاخرین سیرت نگار، اصول روایت ودرایت کی بحث مقدمہ میں بیان ہے جبکہ نبی کریم ﷺ کی پیدائش سے غزوہ تبوک تک کے حالات وواقعات بھی اسی میں تفصیلاً بیان کیے گئے ہے۔[45] جلد دوم 9ہجری سے 11 ہجری کے وقائع سیرت کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں وفاتِ محمدی ﷺ، وراثت، شمائل، ازدواج مطہراتؓ سے نبی ﷺ کا سلوک، اولادِ نبی ﷺ، خطبات نبوی ﷺ وغیرہ کے حوالے سے بھی شامل ہے۔ جلد سوم میں دلائل وفضائل معجزات کا بیان تفصیلاً شامل ہے جس میں مباحث کے جزئی واقعات میں ایک دو مقامات پر قوی روایات مع ضعیف روایات کو بیان کیا گیا۔ جلد چہارم کے مقدمہ میں منصبِ نبوت، نبوت کی حقیقت وخصوصیات اور ضرورت نبی وغیرہ پر روشنی ڈالنے کے بعد عقائد پر بحث کو شامل کیا گیا۔ پانچویں جلد میں فرائض خمسہ پر مصلحتوں وحکمتوں کا بیان ہے۔ جلد ششم میں اخلاق نبوی ﷺ کو تفصیلاً بیان کرنے کے بعد آداب معاشرت پر بھی روشنی ڈالی گئی۔ آخری جلد میں اختصار کے ساتھ معاملات کا بیان کیا گیا۔[46] مولانا شبلی نعمانیؒ اور سید سلیمان ندویؒ نے تصنیف میں بنیادی مصادر سے استفادہ کیا۔ قرآن وکتب احادیث (47) کے علاوہ سپرٹ آف اسلام، طبقات ابن سعد، سیرت ابن ہشام، تاریخ طبری، الکامل فی التاریخ فتوح البلدان وغیرہ کے حوالے کتاب میں اکثر مقامات پر ملتے ہیں۔[48] "سیرت النبی ﷺ" میں اصابہ فی تمیز الصحابہ، تہذیب والتہذیب، لسان المیزان، تواریخ بخاری اور دیگر اسماء جال سے استفادہ کرتے ہوئے سیرت ابن سعد، سیرت ابن ہشام اور طبری کے تمام رواۃ کو علیحدہ کرکے ان پر جرح وتعدیل کا نقشہ تیار کیا تاکہ سلسلہ روایت کی تحقیق مقصود ہو۔ وسعت سیرت کے اعتبار سے "سیرت النبی ﷺ" میں وقائع سیرت کے علاوہ شمائل وخصائل کو بیان کرنے کے بعد تعلیماتِ نبوی ﷺ، پیغامِ محمدی ﷺ اور شریعت اسلامی کے ہر شعبے تک وسیع کیا گیا۔[49] اسلوبِ تصنیف کے حوالے سے مولانا شبلی نعمانیؒ اور سید سلیمان ندویؒ نے سادہ، محققانہ، دلنشین، موثر، دلائل سے بھرپور عالمانہ اور ادیبانہ انداز اپنایا۔ اس حوالے سے پروفیسر رشید احمد صدیقی رقم طراز ہیں کہ:

> "باوصف اس عقیدت کے سید صاحب کی شخصیت اور ان کا اسلوب تحریر بھی شبلی نعمانی سے مختلف ہے۔ شبلی کے قلم میں بڑی رعنائی اور برنائی ہے۔ تخیل میں رنگینی اور جذبہ میں حرارت اور تلملاہٹ ملتی ہے۔ جذباتی اور تخیلی فنکاروں کے یہ خاص صفات ہیں۔ وہ تحقیق اور تنقید میں جتنی احتیاط برتتے تھے اور محنت کرتے تھے۔ اتنی ہی مطالعہ کرنے والے کے جذبات یا تخیل کو بے ضرورت مہمیز کرنے سے پرہیز کرتے تھے۔ تصانیف میں شبلی کا انداز مشرقی ہے سید صاحب کا مغربی۔"[50]

اس لحاظ سے اسلوب تصنیف محدثانہ، ادیبانہ، مورخانہ، متکلمانہ ہے۔ سیرت النبی ﷺ کو دوسری کتب پر چند امور کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے جو درج ذیل ہے:

1. کتاب میں واقعات کی تعیین، سیرت کی قدیم ادبیات کی چھان بین کے بعد درایت کے جدید اصولوں کے لحاظ سے ہوئی۔
2. مغربی سوانح نگاروں کے پھیلائے ہوئے وساوس اور مغالطوں پر نقد وجرح کرکے نام نہاد عقلی طریق کار کے پرخچے کتاب میں اڑائے گئے ہیں۔
3. کتاب میں نبی کریم ﷺ کے واقعات زندگی کے ساتھ ان کی سیرت واخلاق کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جسے قرآن میں بھی بیان کیا گیا۔[51]
4. کتاب کو دوسری کتب پر فوقیت کے اعتبار سے انسائیکلوپیڈیا ہونے کا شرف حاصل ہے جس کا اعتراف مولانا نے خود اپنی تصنیف میں کیا۔[52]

5. کتاب کی حسن و قبول کی دلیل یہ ہے۔ جیسے ہی اس کا مسودہ تیار ہوا، امرائے اسلام کی امداد اس کی تحریر و تدوین کے لیے حاصل ہوئی۔[53]

6. سید عبد اللہ کتاب کی خصوصیات بیان کرتے تحریر فرماہیں کہ یہ جدید دور کی تین اعلیٰ سوانح عمریوں میں سے ہے۔[54]

محد ثانہ اسلوب کی حامل اس کتاب میں کہیں کہیں وقائع سیرت کے ذیل میں فقہی بحث کو بھی بیان کیا گیا۔ مصنفین کہیں مسئلہ واضح کرتے ہوئے بحث میں قرآن کی ایک آیت کا دوسری آیت سے مفہوم ظاہر کرتے ہیں اور بات سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض مقامات پر مسئلہ کی وضاحت میں احادیث کا بھی استعمال کرتے ہیں۔ حدیث کو بیان کرتے ہوئے عربی متن کو شامل نہیں کرتے اور مختصر حوالہ دیتے ہیں جبکہ آیت میں عربی متن کو ساتھ لکھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں مسئلہ کی وضاحت میں فقہاء، مورخین، سیرت نگاروں اور محدثین کی رائے کو بھی بیان کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر غزوہ خیبر محرم کے مہینے میں آخری ایام میں ہوا۔ جبکہ حرمت والے مہینوں میں لڑائی ممنوع فرمائی گئی۔ لیکن محدثین کا کہنا یہ حکم منسوخ نہیں ہوا۔ جبکہ فقہاء کی رائے ہے کہ حکم منسوخ ہو گیا۔ علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ حرمت کا حکمِ اول اس آیت کریمہ سے واضح ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ “[55]

کہہ دو کہ اس مہینے میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا۔

”يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللهِ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ “[56]

مسلمانوں اللہ کی حد بندیوں کی اور ماہ حرام کی بے حرمتی نہ کرو۔

یہ آیت پہلی آیت کے بعد آئی جس میں حرمت کا حکم باقی ہے تو حکم منسوخ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ یہ حکم کی وسعت کو ظاہر کر رہا ہے۔[57] المختصر یہ کہ سیرۃ النبی ﷺ، نہ صرف عالمی زبانوں میں لکھی گئی بلکہ دیگر خصوصیات کے حوالے سے منفرد و ممتاز مقام رکھتی ہے۔

”اصح السیر“ از مولانا عبد الرؤف داناپوری

حکیم مولانا ابو البرکات عبد الرؤف داناپوریؒ انیسویں صدی عیسوی کے ایک مایہ ناز عالمِ دین، ماہر طبیب اور زبردست سیاست دان تھے۔ آپ کی کنیت ”ابو البرکات“ اور نام ”عبد الرؤف“ ہے۔ جائے پیدائش ”داناپور“ کا علاقہ ہے اسی وجہ سے داناپوری کہلائے۔[58] آپ کا تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا اسی وجہ سے ”قادری“ کہلائے۔ حکمت و طباعت میں مہارت اور اسی پیشہ سے منسلک رہنے کی وجہ سے حکیم بھی کہلائے۔ آپؒ کی ولادت غالباً 1856ء کے قریب داناپور کے محلہ ”شاہ ٹولی“ میں ہوئی۔[59]

سیرتِ رسول ﷺ کے موضوع پر لکھی جانے والی برصغیر پاک و ہند میں لسانِ اردو کی حامل مولانا عبد الرؤف قادری داناپوری کی تصنیف ”اصح السیر“ کا نام بہت معروف و نمایاں ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن 1932ء میں منظر عام پر آیا۔ اس کی بنیادی خصوصیات میں اولین و مرکزی ماخذ حدیث اور اس کی ترتیب عام کتبِ سیرت سے بالکل منفرد و مختلف ہے۔[60] خطبات احمدیہ، رحمۃ للعالمین، خطبات مدراس اور سیرۃ النبی ﷺ کی کچھ جلدیں منظرِ عام پر آنے کے ساتھ علومِ اسلامیہ تک براہ راست دسترس اور نتائج کے صحیح استنباط کی صلاحیت کی حامل ”اصح السیر“ ایک وسیع، ٹھوس اور عالمانہ تصنیف ہے۔ مولانا نے اپنی تصنیف کے دیباچہ میں اعتراف کیا ہے کہ:

”بظاہر حضور کی سیرت پر کوئی نئی کتاب لکھنی زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔ اس لیے کہ بے شمار کتابیں ہمیں

سیرت اور مغازی پر لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن باوجود اس کے اب بھی یہ بہت مشکل کام ہے اور کثرتِ تصنیف ہی کثرتِ اختلاف کا باعث ہے کہ جس کی وجہ سے حقائق کی تلاش اہل نظر ہی کر سکتا ہے دوسرا نہیں۔"[61]

اسی طرح مولانا خود سیرت کی ابتداء کے حوالے سے تحریر فرمائیں کہ:

سیرت کی ابتدا کرتے ہی خود بخود دو سوال پیدا ہوتے ہیں کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کیا تھے اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کیا کیا؟[62]

ڈاکٹر انور محمود خالد "اردو نثر میں سیرت رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" میں بیان کرتے ہیں کہ "اصح السیر" اس سوال کے دوسرے جزو کا تفصیلی جواب و تفسیر ہے۔ یعنی حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کیا کیا؟ اور کس طرح کیا؟ نبی رحمت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پیدائش سے وصال تک کے مسلسل حالات کو اس نقطہ نظر سے پیش کیا گیا کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی مجاہدانہ و مبلغانہ حیات کا مکمل نقشہ واضح کر دیا جائے۔[63] مولانا کتاب کے نام کی وجہ تسمیہ بیان فرماتے ہوئے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ اس تصنیف کا نام مستند اور معتبر مصادر کے سبب رکھا گیا ہے۔ جس کا تذکرہ آغاز کتاب میں ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ:

"یہ سب چیزیں اصح ترین روایات سے ماخوذ ہیں۔"[64]

یہی وجہ ہے کہ سیرت کی اس کتاب کا نام اصح السیر رکھا۔ کتاب کے مندرجات واہم مباحث مقدمہ میں ہی سیرت مع تاریخ عرب قبل از بعثت کو جامع اور مختصر انداز میں بیان کیا گیا۔ پھر ولادت تا وصال، انساب کا حال، کتاب المغازی، کتاب الاموال، کتاب الوفود، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے قاصد، مکاتیب حجۃ الوداع کا مفصل حال، حالاتِ ازدواج النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور بے شمار ذخیرہ معلومات کو بیان کیا۔ سب سے اہم یہ کہ معرکۃ الآراء مسائل پر عالمانہ بحث بیان کی گئی۔[65]

کتاب کے مندرجات کے بعد اگر مصادر کی بات کی جائے تو ماخذات تصنیف میں مولانا نے چند بنیادی مصادر اور بیشتر ثانوی مصادر سے استفادہ کیا جن میں قرآن وحدیث تاریخ وفقہ میں سے کتب لی گئیں۔ سیرۃ ابن ہشام، صحاح ستہ، زاد المعاد، تفسیر کبیر، تفسیر بیضاوی، الاتقان، معالم التنزیل، نہایہ ابن کثیر، القاموس، شرح مواہب للدنیہ، لیل الاوطار، الاصابہ، فتح الباری وغیرہ کے حوالہ جات کتاب میں متعدد مقامات پر نظر آتے ہیں۔[66] علاوہ ازیں اور بھی متعدد کتب کے حوالے ملتے ہیں۔ روایتوں کے ماخذ ونوعیت پر بات کرتے مولانا بیان کرتے ہیں کہ بنیادی کتب والی روایت کو ترجیح دی جو اصحابِ نقل میں سے کسی نے اپنی کتاب میں درج کیا ہو اور جو نہ درج کیا ہو وہ چھوڑ دیتے ہیں۔ ترتیب کتاب کے حوالے سے مولانا کا ارادہ تھا کہ کتاب کو دو جلدوں میں مکمل کیا جائے۔ پہلے حصے میں (جو موجودہ تصنیف ہے) ولادت سے وفات تک نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے حالاتِ زندگی بیان کیے جائیں۔ لیکن ان میں صرف وہی حالات درج کیے گئے جن کا تعلق تبلیغ واشاعت اسلام اور اسلامی قوت کی ترقی سے تھا جو کہ مصنف کے نزدیک حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی مجاہدانہ زندگی ہے۔ دوسرے حصے میں (جو لکھا نہ جا سکا) یہ ارادہ تھا کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پیغمبرانہ حیات ہو یعنی دلائل النبوۃ، معجزات، معراج مراتب، شمائل وغیرہ یعنی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی تعلیمات واصلاحات وغیرہ۔[67] ڈاکٹر محمود احمد غازی تحریر فرماتیں کہ:

"ایک قابلِ ذکر کتاب جو اردو میں لکھی گئی۔ مصنف اس کو دو جلدوں میں لکھنا چاہتے تھے لیکن ایک ہی جلد لکھ پائے۔ تاہم جو لکھا وہ بہت قابل ذکر اور انتہائی مستند ہے اس کتاب کا نام ہے اصح السیر۔"[68]

اسلوبِ تصنیف کے حوالے سے دیکھا جائے تو کتاب کا اسلوب علمی وفقہی ہے۔ زبان سادہ اور اندازِ بیان آسان فہم اور دلکش ہے۔ کہیں اگر مشکل الفاظ مستعمل ہیں ساتھ ہی ان کی وضاحت بیان کر دی جاتی یا حاشیہ میں واضح کر دیا جاتا۔ جیسے کتاب الفود، اصح السیر میں مصادر سے استفادہ واستدلال کا اسلوب عمومی ہے۔

مولانا اپنی تصنیف میں انتہائی فصیح و بلیغ مقدمہ لکھا جس میں حقیقت انسان، مقصد حیات، نزول قرآن، سنن رسول ﷺ صحائف صحابہ، اصحاب سنن، اولین کاتبین حدیث، سیرت و حدیث میں فرق، تدوین و ترتیب موادِ سیرت، درایت و عقل اور جہاد فی سبیل اللہ پر عیسائیوں کے اعتراضات اور ان کا عقل سلیم کی روشنی میں جواب پر سیر حاصل بحث کی۔ اس بحث میں استدلال کرتے ہوئے پہلے قرآنی آیات لاتے لیکن بغیر حوالہ و اعراب درج کرتے اور بعض جگہ شانِ نزول بھی تحریر کرتے۔[69] احادیث رسول کو درج کرتے وقت اس کے حوالے کے ساتھ کلام کو بھی لازمی درج کرتے۔[70] روایاتِ سیرت اور تاریخی واقعات کے بیان میں قرآن و حدیث اور کتب سیرت و تاریخ سے استدلال کرتے۔[71] جہاں وقائع سیرت میں کسی فقہی حکم یا مسئلہ پر بات کرتے تو باقاعدہ اس کو بیان کرنے کے ساتھ استنباط بھی کرتے ائمہ اربعہ کی آراء و اختلاف بھی دیتے اور اگر اختلافی مسئلہ میں کوئی نتیجہ نکلتا تو اس کو بھی درج کرتے۔[72] اس کے علاوہ اقوالِ صحابہ و فقہاء میں ترجیح ورد بھی کرتے۔[73] متعارض روایات میں تطبیق کا طریقہ اختیار کرتے۔[74] فقہی اصولوں کا اطلاق بھی کرتے۔[75]، ناسخ و منسوخ کی نشاندہی بھی،[76] مجروح راویوں میں روایات ضعف کی نشاندہی بھی کرتے[77]، استنباط احکام کے ضمن میں لغوی و نحوی توضیح بھی،[78] فقہی بحث میں غلط فہمیوں کا ازالہ[79] بھی سامنے لاتے۔ موضوعاتِ تصنیف سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے علم سیرت اور علم فقہ کے ڈانڈے آپس میں ملائے ہیں۔ کتاب میں اس حوالے سے اچھا خاصا مستند مواد موجود ہے۔[80] مختلف وقائع سیرت سے جو شرعی احکام کا استنباط کرتے ہیں مصنف نے اس میں اپنا حاصل مطالعہ پیش کیا۔ تعارفی کلمات میں خود تحریر فرماہیں کہ:

> "جن ضروری فقہی مسائل کا سیرت کے کسی خاص محل سے خاص تعلق تھا ان کو وہاں بتادیا ہے اور بعض معرکۃ الآراء فقہی مسائل پر ایسی جامع، مکمل اور مبسوط بحث لکھ دی گئی ہے کہ اہل انصاف کو انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلہ خاص میں اشاہ کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ مثلاً اراضی حرم کا حکم فتح مکہ میں، نکاح محرم کی بحث عمرۃ القضاء میں، متعہ کی بحث غزوہ خیبر اور فتح مکہ میں، قنوتِ نازلہ اور قنوتِ فجر کی بحث بئر معونہ میں، خلافت اور امامت کی بحث حجۃ الوداع کے آخر میں، پردہ شرعی کی بحث ازواجِ مطہرات کے حالات میں۔ اسی طرح اور مباحث بھی ہیں جس کا حال فہرست مضامین سے معلوم ہوگا۔"[81]

جہاں فقہی نقطہ نظر سے بحث آتی ہے وہاں عموماً امام طحاویؒ کی آراء نقل کرتے ہیں جس سے اس بات کا برملا اظہار ہوتا ہے کہ مولف فقہ حنفی کے پیروکار ہیں اور اسے دوسرے مسالک پر ترجیح دیتے ہیں۔[82] مولانا صرف نہیں تھے بلکہ ذاتی رائے یا اجتہاد کے بھی قائل تھے۔ اپنی تصنیف میں جہاں مختلف مسائل کے ذیل میں ائمہ اربعہ کے فیصلے درج فرمائے وہاں اپنی رائے کا بھی استعمال کیا۔ اس مزاج کے حوالے سے حکیم اسرار الحق فرماتے ہیں کہ:

> "اگر صحیح حدیث اس مسئلہ میں موجود ہوتی تو صاف صاف لکھتے کہ صحیح حدیث یہ ہے اور ائمہ اس مسئلہ میں اپنی رائے کے خود ذمہ دار ہیں۔"[83]

مزید تحریر فرماہیں کہ:

> "ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے آپ کے پاس فتاویٰ آتے تھے۔ آپ نہایت تحقیق اور حوالہ کے ساتھ جواب دیا کرتے تھے۔ اگر اختلافی مسائل ہوتے تو آپ وضاحت سے لکھتے تھے کہ اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کا یہ قول ہے۔"[84]

الغرض بحیثیت مجموعی مولانا کی کتاب "اصح السیر" وضع قدیم کی کتب سیرت میں اعلیٰ مقام کی حامل کتاب ہے۔

"سیرتِ مصطفیٰ ﷺ" از مولانا محمد ادریس کاندھلوی

چودھویں صدی ہجری کے ممتاز عالمِ دین، عظیم محدث، بہترین محقق، جلیل القدر مفسر مولانا ادریس کاندھلوی کی 12 ربیع الثانی 1317ھ بمطابق 1900ء میں بھوپال میں ولادت ہوئی۔ جہاں آپ کے والد محترم محمد اسماعیل کاندھلوی محکمہ جنگلات کے آفیسر تھے۔[85]

معروف عالم دین مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے محدثانہ اسلوب کے تحت سیرت رسول ﷺ پر "سیرتِ مصطفیٰ ﷺ" چار جلدوں میں تحریر کی جس کی تین جلدیں قبل از قیام پاکستان (1358ھ / 1941ء میں) شائع ہوئیں اور آخری جلد 1385ھ / 1966ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اندازِ اسلوب کے اعتبار سے سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھا جائے تو اس کا طرز اسلوب عربی کی امہات کتبِ سیرت جیسا تھا۔[86] مصنف کا یہ دعویٰ تھا کہ اس تصنیف میں کسی جگہ بھی محدثین حضرات کے اصول سے سرتابی و کوتاہی نہیں ہو گی۔[87]

تحقیق و بنیادی مصادر پر مبنی "سیرت مصطفیٰ ﷺ" اردو زبان میں تحریر کردہ بیسویں صدی عیسوی کی جامع ترین کتب میں سے ایک ہے جس میں مولانا نے سرسید احمد خان اور شبلی نعمانیؒ کے کچھ نظریات کی بھرپور اور مدلل طریقے سے تردید کی۔[88] مولانا "علامہ شبلی نعمانیؒ" کی تردید کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "سیرۃ النبی ﷺ" کے (صفحہ 39) پر شبلی لکھتے ہیں کہ جس قدر تحقیق و تنقید بڑھ رہی ہے، مبالغہ آمیز روایتیں بھی گھٹی ہیں۔ مثال کے طور پر جب نبی ﷺ عالم وجود میں آئے تو ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گرے، آتش فارس بجھ گئی، بحیرہ طبریہ خشک ہوا۔ یہ روایت ابن عساکر، ابن جریر، ابونعیم اور خرایطی وغیرہ نے کی لیکن صحاح ستہ میں نہیں اور اسے موضوع قرار دیتے۔ جبکہ مولانا فرماتے ہیں کہ امام بخاری و مسلم نے تو کبھی یہ اعتراف نہیں کیا کہ ان کی جمع کی احادیث مکمل احاطہ ہے اور صحاح ستہ کے علاوہ کوئی حدیث صحیح نہیں۔ بلکہ کتب اصول میں امام بخاری و مسلم سے اس سے برعکس منقول ہے۔[89] اسلام کے فلسفہ جہاد کو ختم کرنے کی کاوش اور تمام غزوات کو بطور دفاع و حفظ وجان کے زمرے میں لانے کا نظریہ مولانا کے مطابق سرسید احمد خان کا بھی ہے جس کا انہوں نے تذکرہ کیا جبکہ اسلام کے فلسفہ جہاد کو شرعی دلائل سے ثابت کیا گیا۔ اس کے بعد اس کی گنجائش نہیں رہتی۔ مولانا نے سرسید کے اس نظریہ کی بھی تردید کی۔[90]

مولانا نے راسخ العقیدہ مسلمان اور محبِ رسول ہونے کی حیثیت سے ذاتِ محمدی ﷺ کے لیے اپنے جذبات واحساسات کا برملا اظہار کیا اور کسی بھی مقام پر مغرب ویورپ زدہ طبقہ کے اعتراضات سے متاثر ہو کر معذرت خواہانہ طرز عمل اختیار نہیں کیا۔ اسی لیے کتاب کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ عصر حاضر میں سیرت نبوی ﷺ پر چھوٹی اور بڑی کثیر کتب تحریر کی گئیں ہیں۔ لیکن ان کے مصنفین زیادہ تر یورپ کے فلاسفروں اور فلسفہ جدیدہ سے اس قدر متاثر و خوف زدہ ہیں کہ آیات واحادیث کو توڑ موڑ کر سائنس اور فلسفہ کے مطابق کرنا چاہتے ہیں جس سے انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں کو یہ باور کرواتے تھے کہ نعوذ باللہ نبی ﷺ کا کوئی قول و فعل مغربی تہذیب و تمدن اور عصر حاضر کے فلسفہ و سائنس کے مخالف نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا نے یہ ارادہ کیا کہ سیرت پر ایسی تصنیف لکھی جائے جس میں ڈاکٹر یا فلاسفر سے گھبرا کر نہ روایت کو چھپایا جائے اور نہ ہی تاویل کی جائے، نہ اسے غیر مستند و غیر معتبر بنایا جائے۔[91]

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی تصنیف کی جامعیت اور افادیت کا اندازہ فہرست کتاب سے لگایا جا سکتا ہے۔ جلد اول میں

سلسلہ نسب اطہر، آباؤ اجداد، واقعہ اصحابِ فیل، ولادت محمدی ﷺ، شق صدر، اسرار و حکم، حقیقت، نکاح خدیجہؓ، تعمیر کعبہ، تحکیم محمدی ﷺ، بدء الوحی، تباشیر نبوت، رؤیا صالحہ، نبوت کی حقیقت، السابقون الاولون، اعلانِ دعوتِ اسلام، شق القمر، ہجرتِ اولیٰ، عام الحزن، سفر طائف، واقعہ معراج، ابتداء اسلام (مدینہ منورہ)، ہجرتِ مدینہ، حکم تحویلِ قبلہ اور نمازِ عیدین کی ابتداء وغیرہ شامل ہیں۔ جلد دوم کی اہم مباحث میں جہاد فی سبیل اللہ اور مسئلہ غلامی پر ہے۔ علاوہ ازیں اس جلد کا بیشتر حصہ غزوہ بدر و احد تک وقف ہے۔ سیرت مصطفیٰ ﷺ کی تیسری جلد میں غزوہ دومتہ الجندل، غزوہ احزاب، غزوہ قریظہ، متعدد سرایا، نزول برات عائشہ صدیقہؓ، حکم حجاب، بادشاہوں کے نام خطوط، اسلام اور مسئلہ غلامی، صلح حدیبیہ، فتح مکہ، وفات فضائل ازواجِ مطہرات، مسئلہ حیاتِ نبوی ﷺ، مسئلہ خلافت اور دیگر مسائل پر مبنی ہے۔ سیرت مصطفیٰ ﷺ کی چوتھی جلد آپ ﷺ کے معجزات خصائص مصطفیٰ ﷺ اور سابقہ انبیاء کی بشارات پر مشتمل ہے۔[92]

کتاب کی تکمیل کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ 1358ھ / 1941ء میں رمضان المبارک کے مہینے میں تین جلدیں پایہ تکمیل کو پہنچی اور اس وقت آپ کی عمر مبارک 40 سال تھی۔ جبکہ چوتھا حصہ تکمیل کی حیثیت رکھتا ہے جو 28 محرم الحرام 1385ھ / 1966ء میں مکمل ہوئی۔[93] سیرت مصطفیٰ ﷺ اپنے اسلوب بیان، تکنیک اور طرز فکر کے اعتبار سے حکیم عبد الرؤف دانا پوری کی تصنیف "اصح السیر" سے خاصی مشابہت رکھتی ہے۔ لیکن حجم و ضخامت کے اعتبار سے تقریباً دوگنا ہے۔ حکیم عبد الرؤف دانا پوریؒ اور مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ دونوں نے غزوات نبوی ﷺ اور عام الوفود پر سیر حاصل بحث کی اور کتاب میں کثیر تعداد میں فقہی مسائل کو بھی بیان کیا۔ دونوں اسلاف نے اپنی کتب کی بنیاد احادیثِ نبوی ﷺ پر رکھی۔[94]

مولانا ادریس کاندھلویؒ نے اپنی تصنیف میں سیرت و مناقب پر سیر حاصل بحث کی اور کتاب میں صحت ماخذ روایات کی صحت کا التزام اور معتبر روایات کا اہتمام کرنے کی کاوش کی۔[95] سیرتِ مصطفیٰ ﷺ میں حوالوں کا انداز قدیم کتب کی طرح ہے۔ جہاں عبارت کا اختتام ہوتا ہے وہاں ماخذ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ جدید ایڈیشن میں حوالہ فٹ نوٹ میں دیا گیا ہے۔[96] ایک محتاط اندازے کے مطابق کم و بیش 100 کتب سے استفادہ کیا۔ ان میں علامہ زرقانی کی مواہب اللدنیہ اور ابن قیم کی زاد المعاد خصوصاً شامل ہیں۔[97]

مولانا کی کتاب کی خصوصیات میں شامل ہے کہ جہاں کہیں شیعہ حضرات نے اسلام پر اعتراض کیے تو آپ نے بڑے عالمانہ انداز میں جواب دیا۔ موجودہ دور میں لکھی جانے والی اس تصنیف میں عصر حاضر کی مشکلات کا حل بھی کار فرما ہے۔ کتاب میں سادہ الفاظ کا اہتمام کیا اور مدلل اور محکم بحث کی۔ آیات و احادیث کے ساتھ اقوال صحابہ کو بھی زیر بحث لایا گیا۔ کتاب کی خصوصیات کو بیان کرتے ہوئے پروفیسر ظہیر الدین فرماتے ہیں کہ:

> موصوف کی ہر بات محکم، مدلل، باحوالہ اور نہایت واضح ہے۔ شروع سے آخر تک نہایت متین باوقار مضبوط اور اعلیٰ پائے کے عالمانہ اسلوب پر قادر نظر آتے ہیں۔ علاوہ ازیں کتاب میں محققانہ انداز بہت واضح ہے۔[98]

اسی طرح محمد سعد صدیقی کتاب کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

> "سیرۃ المصطفیٰ ﷺ اردو زبان میں لکھی جانے سیرت کی کتب میں جامع ترین کتاب میں سے ہے۔ تحقیق کے جس معیار پر فائز ہے، مصادر کا جس طرح متتبع کیا گیا ہے، حدیث و سیرت کے اصل مصادر پر جس طرح مبنی ہے اردو کی کسی دوسری کتاب کو یہ مقام حاصل نہیں۔"[99]

محققانہ وعالمانہ اسلوب کی حامل "سیرت مصطفیٰ ﷺ" میں کئی مقامات پر وقائع سیرت کے بیان میں فقہی مسائل کو بھی بیان کیا ہے مسئلہ کو بیان کرنے سے پہلے "لطائف وحکم واسرار" کے عنوان سے ظاہر کر کے اس کے ذیل میں مسئلہ کو بیان کرتے ہیں۔ مسائل کو بیان کرتے ہوئے آیات، احادیث، اقوال صحابہ وائمہ، اشعار اور اپنی آراء کو بھی بیان کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر امام کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہوئے قراءت کرنا یاسننا کے حوالے سے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ حضرات انبیاء اور ملائکہ نے نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی جس میں سب نے قراءت کو خاموشی کے ساتھ سنا اور آپ ﷺ کے پیچھے پڑھنا کہیں ثابت نہیں ہے۔ اس حوالے سے قرآن سے دلیل دیتے ہوئے آیت کو بیان کرتے ہیں کہ ارشادِ ربانی ہے:

" وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ "[100]

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور چپ رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت میں رحمت کا وعدہ منصتین کے لیے ہے نہ کہ امام کے ساتھ پڑھنے والوں کے لیے۔ اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ قراءت خلف الامام کے قائل نہیں ہیں۔[101] الغرض مسئلہ کو مدلل دلائل سے واضح کرنے کا اسلوب مولانا اپنی تصنیف میں اختیار کرتے ہیں۔

"ذکرِ جمیل ﷺ" از مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ

خطیب پاکستان فاضل جلیل الحاج الحافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی بن الحاج میاں کرم الٰہی صاحب 1348ھ 1929ء میں کھیم کرن (مشرقی پنجاب، بھارت) کے ایک معزز تجارت پیشہ خاندان میں پیدا ہوئے۔[102] مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ کی میدانِ سیرت رسول ﷺ میں نمایاں شاہ کار کتاب "ذکرِ جمیل ﷺ" کی پہلی اشاعت قریباً بیالیس سال قبل 1959ء ہوئی تھی۔ اس کا انتساب علامہ صاحب نے اپنے پیر و مرشد کے نام کیا۔ کتاب کا نام آپ کے فرزند ارجمند کے نام کی نسبت معنوی لحاظ سے "ذکرِ جمیل" رکھا گیا۔ جس کا عربی نام "الذکر الجمیل فی حلیۃ الحبیب الخلیل ﷺ" ہے۔ آغاز میں کتاب کی اشاعت پر تصحیح واضافہ رفتہ رفتہ ہو گیا جس سے اس کی ضخامت میں اضافہ ہوا جس کی وجہ سے 1971ء میں کتاب کی کتابت از سرِ نو کراچی سے کروائی گئی۔ اس کے بعد متعدد مرتبہ کتاب شائع ہونے سے مقبول ہوتی رہی اور کئی زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے جن میں گجراتی اور انگریزی وغیرہ شامل ہے۔[103]

مندرجات تصنیف میں سیرت کے ساتھ شمائل نبویہ ﷺ کا تذکرہ کیا گیا جس میں رسول کریم ﷺ کے حسن وکمال، عادات وخصائل اور معجزات بالکمال کا تذکرہ باخوبی کیا گیا ہے۔ کئی مقامات پر اختلافی مسائل پر بڑی خوبصورتی سے عالمانہ وفاضلانہ بحث کر کے ہر عقدہ کو اچھے انداز میں حل فرمایا۔ اسلوبِ بیان قدیم لیکن کہیں نظم کا سہارا لیا گیا تو کہیں نثر کا۔ اسلوب تحریر میں ہر عنوان کو جناب مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے اشعار سے شروع کیا گیا۔ زبان میں سلیس اور آسان انداز اختیار کیا گیا۔ بعض مقامات پر فارسی و عربی کے الفاظ کا بھی سہارا لیا گیا۔ کتاب میں کوشش کی گئی کہ دلائل کو حقائق کی بنیاد پر ذکر کیا جائے۔[104] عناوین کثیرہ کے ضمن میں سراپائے اقدس کو ایسے اچھوتے انداز میں بیان کیا کہ سرِ اقدس سے لے کر پائے مبارک تک ذات محمدیہ ﷺ کے محامد ومحاسن تک بیان کر دیئے گئے۔ علاوہ ازیں وہ تمام مسائل بھی دلائل شریعہ کے ساتھ مذکور کیے جو فضائل ومناقب نبویہ اور عقائد اہل سنت سے متعلقہ تھے۔[105] مثال کے طور پر زنا اور اس کی سزا کے حوالے سے تذکرہ کرتے ہوئے قرآن وسنت سے متعدد دلائل دیتے ہوئے فقہی بحث کو تفصیلاً بیان کیا اور ذاتی رائے کا بھی تذکرہ کیا۔[106] کتاب کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ مولانا حافظ شاہ احمد نورانی صدیقی تحریر فرماہیں کہ:

"یہ کتاب مستطاب اہل ایمان و عرفان کے لیے باعثِ راحت جان ہے۔ اس کو پڑھ کر حضور پر نور آقائے دو جہاں ﷺ کے سراپا میں ایسا گم ہو جانا پڑتا ہے کہ اپنی خبر نہیں رہتی۔"[107]

کتاب کے ماخذ و مصادر کے حوالے سے دیکھا جائے تو بنیادی قدیم مصادر مستعمل ہیں۔

"ضیاء النبی ﷺ" از پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ

قریشی خاندان کے چشم و چراغ، نامور صاحب علم شخصیت، عظیم صوفی و روحانی بزرگ، مایہ ناز مفسر، ماہر تعلیم، سیرت نگار، صحافی، صاحب طرز ادیب اور دیگر اوصاف کے حامل پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ 21 رمضان المبارک 1336ھ بمطابق یکم جون 1918ء شب دوشنبہ بعد نماز تراویح ضلع سرگودھا میں بھیرہ شریف میں پیدا ہوئے۔[108]

بیسویں صدی عیسوی کی اردو کتب سیرت میں نمایاں مقام و مرتبہ رکھنے والی سات جلدوں پر مشتمل تصنیف "ضیاء النبی ﷺ" از پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے عوام الناس میں مقبولیت عام حاصل کی جس میں سید الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کی شان فضیلت کے حوالے سے ایک نئی طرز سے قلم اٹھایا گیا۔ سیرت محمدی ﷺ کے موضوع پر عصر حاضر میں جو لٹریچر نظر آرہا ہے ان میں عمومی طور پر شمائل مصطفیٰ ﷺ اور کمالات محمدی کا ذکر ملتا ہے۔ اس لیے کتب سیرت کا مطالعہ عصر حاضر میں وقائع سیرت کے تاریخی تسلسل اور ربط وضبط کا ضامن ہے اور مخالفین کے اعتراضات کے معقول جواب سے بھی آگاہی فراہم کرتا ہے۔ لیکن مطالعہ سیرت سے بہرہ ور رہتا اور محبتِ رسول ﷺ کا جذبہ ان کے سینے میں طوفان بن کر نہیں اٹھتا۔

مقصدِ تالیف بیان کرتے ہوئے پیر محمد کرم شاہؒ اپنی کتاب کے مقدمہ میں واضح کرتے ہیں کہ میرے معبود کے حبیب اور ہمارے رسول ﷺ کی خوبیوں و کمالات وصفات سے امتِ محمدیہ ﷺ کو واضح کرنا ضروری ہے۔ ان کے اسوہ حسنہ کی رعنائیوں اور دلآویزیوں سے آشنا کرنے کے ساتھ بطور عملاً اپنانے کی طرف لانا بھی اہم کام ہے۔ ان کو حتیٰ الامکان بیان کرنے کی کوشش کے پیشِ نظر ہی کتاب کو تالیف کرنا چاہتا ہوں۔[109]

"ضیاء النبی ﷺ" کو 1994ء میں کتبِ سیرت میں اول مقام حاصل ہوا اور عصر حاضر کی کتب سیرت میں بلند درجہ کی حامل کتاب قرار پاتی ہے۔[110] اس سے تصنیف کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں سات جلدوں پر مشتمل اس تصنیف میں متعدد معلومات سیرتِ محمدی ﷺ کو مزین کیا گیا جس سے تاریک دل منور ہوتے ہیں۔ جلد اول میں اس زمانہ کے متمدن اقوام کی سیاسی، مذہبی اخلاقی اور معاشی احوال کا تجزیہ کیا گیا۔ امانتِ اسلام کے لیے اہل عرب کے انتخاب کی حکمت اور اسلافِ محمدی ﷺ کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا۔ جلد دوم میں ولادتِ محمدی ﷺ، عالم طفولیت، دور کسبِ معاش، حضرت خدیجہؓ سے عقد، نبوت و رسالت، آغازِ دعوتِ اسلام، محمد ﷺ پر ظلم و تشدد کا آغاز، ہجرت حبشہ، شعب ابی طالب، اشاعتِ اسلام، عام الحزن، اور معراجِ نبوی ﷺ کا تذکرہ کیا گیا۔[111] جلد سوم ہجرتِ مدینہ، غزوات رسالت، غزوہ بدر واحد، غزوہ بنو نضیر اور واقعہ افک کا بیان تفصیلاً شامل کیا گیا۔ جلد چہارم میں غزوہ خندق، فرضیت حج، صلح حدیبیہ و خیبر، غزوہ موتہ و فتح مکہ، غزوہ حنین و تبوک، وفود مدینہ حجۃ الوداع، وفاتِ نبوی ﷺ، سقیفہ بنی ساعدہ اور بیعت صدیق اکبرؓ کا بیان ہے۔[112] جلد پنجم میں آدابِ معاشرت، معجزات نبوی ﷺ، اخبارِ بالمغیبات، درود و سلام کے فضائل کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ جلد ششم میں یہود و نصاریٰ کی سیاسی اور سماجی حیثیت بوقتِ طلوع اسلام کے بارے میں تفصیلات کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں مستشرقین کی مختلف اقسام کا تذکرہ اور اعتراضاتِ مستشرقین کا ذکر ہے۔ جلد ہفتم میں حدیثِ رسول ﷺ اور سیرت طیبہ ﷺ پر مستشرقین کے الزامات و اعتراضات اور ان کے جوابات کا بیان ہے۔[113] ماخذات کتب کے لحاظ سے قدیم وجدید

بنیادی مصادر تصنیف میں متعدد مقامات پر ملتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان جلدوں میں جن کتب سیرۃ سے استفادہ کیا گیا ان میں الروض الانف، السیرۃ النبویۃ ﷺ، وفاء الوفا، عیون الاثر، سیرۃ ابن ہشام، اعلام النبوۃ، تاریخ ابن خلدون، انساب الاشراف، رحمۃ للعالمین ﷺ، دائرہ المعارف اسلامیہ، روح المعانی، المنار اور روح البیان کے علاوہ کتبِ احادیث بھی ہیں۔[114] ماخذ تصنیف کے بعد اسلوب بیان کو دیکھا جائے تو مطالب و مفاہیم کے ابلاغ کے لیے الفاظ کا انتخاب قابل تحسین و ستائش اور مولف گرامی کے اندازِ بیان میں گرفت کہیں کمزور دکھائی نہیں دیتی، واقعات و روایات کو بیان کرنے کے ساتھ ان کا تجزیہ کر کے نتائج کا بھی استنباط کرتے ہیں، عبارت کو مناسب اقتباسات، حوالہ جات، آیات، احادیث اور دیگر اسناد کی مدد سے مستحکم و درجہ وقیع بناتے ہیں، حواشی میں ماخذ کی تفصیلات کو بیان کرتے ہیں، تصنیف کا تجزیہ غیر جانبدارانہ کیا گیا، انداز بیان میں بلا کا بہاؤ اور روانی ہے، عربی عبارات کو عمدہ رسم الخط میں کتابت کروایا گیا۔ پیر کرم شاہؒ نے روایتی طرزِ تحریر تصنیف میں اپنایا۔ حیات رسول ﷺ سے متعلقہ واقعات کے بیان کے بعد نہایت اختصار سے ان امور کو بیان کیا جن میں امتِ مسلمہ کا اتفاق ہے۔ لیکن جن پر زیادہ اقوال و روایات منقول ان کو واضح تطبیق و ترجیح سے بیان کرتے ہیں۔[115]

"ضیاء النبی ﷺ" میں متعدد مقامات پر فقہی مسائل کو بھی وقائع سیرت کے ذیل میں بیان کیا ہے۔ اس سلسلہ میں انداز اسلوب بھی متنوع استعمال کیا گیا ہے۔ کہیں مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے قرآن سے استدلال کر کے اپنی رائے آخر میں شریعت کی روشنی میں بیان کر دی اور کہیں حدیث سے دلیل دیتے ہوئے مسئلہ کے متعلق معلومات کو درج کیا گیا اور آسان لفظوں میں اس کے جواز و غیر جواز کو بیان کیا گیا۔ مثال کے طور صلح حدیبیہ کے موقع پر سب صحابہ کرام کا احرام کی حالت میں وحشی حمار کا شکار نہ کرنا اور نہ اس میں مدد کرنے کے حوالے سے ابو قتادہ جنہوں نے احرام نہیں باندھا تھا ان کے شکار کرنے کا بیان کیا گیا کہ انہوں نے اسے شکار کے بعد کھایا اور صحابہ کو بھی پیش کیا۔ اس مسئلہ کو نبی ﷺ کے سامنے پیش کرنے سے ان کو جائز کہا کیونکہ محرم کا شکار اور اس میں مدد نہ کرنا شامل حال ہے۔[116] البتہ اس موقع پر گدھے کا گوشت کھانا حرام نہیں ہوا تھا۔ اس لیے اس کا جواز بھی ظاہر کیا گیا لیکن خیبر کے موقع پر حرام قرار دیا گیا۔

"ہادی اعظم ﷺ" از سید فضل الرحمٰن

حافظ مولانا سید فضل الرحمٰن 10 ذی الحجہ (یوم الاضحیٰ) 1372ھ بروز جمعہ "عبد الخیل" کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق افغان قوم کے معروف قبیلہ ناصر کی شاخ یحییٰ خیل کے عَلَم خاندان سے ہے۔[117] سید فضل الرحمٰن کی علم سیرت پر تصنیف "ہادی اعظم ﷺ" کی پہلی اشاعت 1991ء میں ہوئی۔ اس کے بعد 2000ء میں اشاعتِ اول کا نصف حصہ 808 صفحات پر نظر ثانی کے بعد بڑھ کر محیط ہوا جو دوسرے ایڈیشن کے حصہ اول کے طور پر شائع ہوا۔ مگر غزوات و سرایا، وفود اور مکاتیب اس حصہ میں نہ آسکے اور یہ ایڈیشن بھی جلد ہی اختتام پذیر ہو گیا۔ اس کے بعد دسمبر 2014ء میں تیسری اشاعت ہوئی جو تین جلدوں میں ہوئی۔[118]

کتاب کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے مولانا فرماتے ہیں کہ معجم القرآن کی تالیف کے بعد ذہن میں خیال آتا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے فضل سے ادارہ مجددیہ کو کئی شخصیات کی سیرت شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تو باعثِ تخلیق کائنات، سردار دوعالم ﷺ، سرورِ عالم نبی خاتم ﷺ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ جامع اور مبسوط انداز میں تالیف ہونی چاہیے۔ اگرچہ عظیم علمائے کرام نے اپنی قابلیت و اہلیت کے تحت آپ کی سیرتِ مبارکہ پر کتب تحریر کیں۔ بے شک یہ موضوع کافی وسعت رکھتا ہے اور ربِ کریم جانتے ہیں کہ قیامت تک کس قدر کتب اس حوالے سے شائع تحریر ہو جائیں گی۔ کیوں کہ یہ موضوع ہر ایک کا دلپسند ہے

لیکن اس خیال سے ڈر بھی لگتا ہے کہ تصنیف تحریر کرتے کوئی جھوٹی بات یا قول آپ ﷺ کی طرف منسوب نہ ہو جائے کیوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ بہر حال میں بھی اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کے باوجود اللہ کے فضل سے حصول سعادت کی غرض سے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ ﷺ کے چند پہلو اور حالات وواقعات "ہادی اعظم ﷺ" کے نام سے تصنیف میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔[119]

تیسری اشاعت میں کتاب کو تین جلدوں میں تقسیم کیا گیا پہلی جلد میں دو ابواب ہیں۔ پہلا حیات طیبہ اور دوسرا تعلیمات نبوی۔ جلد دوم میں جہاد، غزوات، سرایا، مکاتیب ووفود وغیرہ شامل ہیں۔ تیسری جلد سیاسیات معاملات، معاشیات کے حوالے سے ہے جس میں اسلامی ریاست اور تعلیمات نبوی وغیرہ کو شامل کیا گیا۔[120]

اسلوب تصنیف تحریر کرتے ہوئے مولانا فرماتے ہیں کہ سیرت طیبہ ﷺ بیان کرتے حالات وواقعات اور اخلاق وعادات کا تمام مواد قرآن، احادیث صحیحہ اور دیگر معتبر ومستند ماخذ کا استعمال کیا گیا۔ اس کے علاوہ یہ بھی کاوش کی گئی کہ حالات وواقعات نہ مختصر ہوں کہ قاری کو تشنگی کا احساس ہو اور نہ ہی اتنے تفصیل سے ہوں کہ دشواری ہو۔ کتاب میں موجود مضامین کا انتخاب کیا گیا وہ مربوط، عام فہم اور سادہ سلیس کے تحت بیان کیے گئے۔ جس کتاب سے بھی مضمون کو لیا گیا اس کا مکمل حوالہ دیا گیا اور زیادہ زور تعلیمات نبوی ﷺ پر دیا گیا۔ تصنیف میں حوالہ درج کرتے ہوئے یہ اسلوب اپنایا گیا کہ ہر عبارت کا الگ الگ حوالہ دیا۔ لیکن جہاں مضمون متعدد کتب سے لیا ہو وہاں متعلقہ کتب کے حوالے آخر میں بیان کیے گئے۔ بعض مقامات کتاب میں ایسے بھی ہیں جہاں کتب حدیث میں مختصراً واقعہ کا اندراج ہے لیکن ان کی تفصیلات کتب تاریخ وسیرت سے ملتی ہیں تو وہاں پہلے کتب حدیث کا حوالہ دیا پھر باقی حوالے درج کیے گئے۔ بعض جگہ متعدد واقعات کی مکمل تحقیق کرنے کے بعد بھی حتمی رائے نہیں دی جا سکی اور تمام اقوال کو درج کر دیا گیا۔ مثال کے طور پر سفر ہجرت کی تاریخوں میں اختلاف وغیرہ علاوہ ازیں تصنیف میں اہم مقامات کے نقشوں کا بھی اہتمام کیا گیا۔[121]

ماخذاتِ تصنیف کے حوالے سے قرآن وحدیث کے علاوہ ائمہ سیرت سے ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ، واقدی وغیرہ کے حوالے ان کی اصل کتب سے شامل کیے۔[122] اس کے علاوہ کتب مغازی، کتبِ تاریخ، کتبِ دلائل وشمائل وغیرہ شامل ہیں۔ سید فضل الرحمن "ہادی اعظم ﷺ" میں وقائع کے ذیل میں فقہی مبحث کو بھی بیان کرتے ہیں۔ اپنی کتاب میں فقہی بحث کرتے ہوئے متعدد دلائل سے کام لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر صوم رمضان کی فرضیت کے حوالے سے تاریخی اختلاف کی بحث کو بیان کرتے قرآن وسنت سے دلائل دینے کے علاوہ محدثین کی آراء کو بھی بیان کرتے اور مسئلہ کی نوعیت کے اعتبار سے اس کو مختلف نقطہ نگاہ سے بھی بحث کا حصہ بناتے ہیں۔[123] کچھ مسائل فقہ کو بیان کرتے مفسرین اور سیرت نگاروں کی آراء کو بھی بیان کرتے اور کئی مقامات پر آئمہ اربعہ اور جمہور کی آراء سے بھی قاری کو مستفید کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔[124] اس کے علاوہ یہ کاوش کی ہے کہ بنیادی مصادر سے دلائل کو بیان کیا ہے اور ثانوی مصدر کو بہت کم استعمال کیا۔

"سیرۃ الرسول ﷺ" از ڈاکٹر محمد طاہر القادری

عصر حاضر کے ڈاکٹر محمد طاہر القادری پاکستان کے شہر جھنگ میں 19 فروری 1951ء کو پیدا ہوئے۔[125] آپ کا نام "طاہر" ہے لیکن بعد میں شیخ سید علاء الدین القادری کے دستِ اقدس پر بیعت ہونے کے بعد "القادری" کا اضافہ ہوا۔ اس طرح آپ محمد طاہر القادری کے نام سے معروف ہوئے۔[126] ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا شمار معروف وعبقری شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے قلیل عرصہ میں ہی دین کے ہر شعبہ میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں جس کا لوہا پوری دنیا میں مانا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ کی خدمات میدان

سیرت میں بھی معروف ہیں جس میں آپ نے معروف وضخیم شاہکار تصنیف "سیرۃ الرسول ﷺ" تحریر کی جو قارئین کی دلچسپی کا باعث بنی۔ برصغیر پاک وہند میں محققانہ طرزِ کی حامل "سیرۃ الرسول ﷺ" کی 1995ء میں پہلی جلد "مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ" کے نام سے طبع اشاعت ہوئی۔[127] یہ کتاب 10 جلدوں اور مقدمہ (دو جلدوں) پر مشتمل ہے۔ جس میں سیرت رسول ﷺ کے مطالعہ کی ضرورت واہمیت کو بیان کیا گیا جو عصر حاضر کی ضرورت ہے۔[128] مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ کی دوسری جلد مارچ 2007ء میں طبع اشاعت ہوئی اور بعد میں تصنیف کے مقدمہ کی دونوں جلدیں کئی مرتبہ اشاعت پذیر رہیں۔ منہاج القرآن پبلی کیشنز نے مقدمہ کی دونوں جلدیں شائع کیں۔[129] بہر حال 1995ء، میں سیرۃ الرسول ﷺ پر کام کا آغاز ہو کر 2000ء تک پانچ سالوں میں 12 جلدوں میں تکمیل تک پہنچا۔[130] عصرِ حاضر کے چیلنجوں میں سے ایک اہم چیلنج احیاء اصلاحِ اسلام اور غلبہ و تمکنِ اسلام درپیش ہے جو اس دور کا تقاضا بھی ہے۔ سابقہ کتب سیرت میں حالات وواقعات کا بیان کر دینا میدانِ سیرت میں کافی سمجھا جاتا تھا لیکن عصر حاضر کے متعدد چیلنجوں کو سیرت کی روشنی میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ مفکر اسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادریؒ نے عصرِ حاضر کے ان چیلنجوں سے عہدہ نبرد آزما کے لیے "سیرۃ الرسول ﷺ" کی تصنیف کا آغاز فرمایا۔ تاریخِ سیرت نگاری میں علامہ طاہر القادریؒ نے عصر حاضر کے چیلنجز اور ضروریات کے تقاضا کو پورا کرتے ہوئے توضیحِ سیرت کی جہات کو وسیع کیا اور بیان سیرت میں "کیا؟" کے ساتھ ساتھ "کیوں؟"، "کیسے؟" اور "کس لیے؟" کو بھی شامل کیا۔[131] سیرت کے باب میں ڈاکٹر صاحب نے جن امور کا جائزہ لیا وہ درج ذیل ہیں:

1. انتہائی کسمپرسی کے عالم میں شروع ہونے والی دعوت دین کی جدوجہد عالم گیر دین میں کیسے بدل گئی؟
2. دعوتِ دین کی جدوجہد میں ترک وطن کی اہمیت کیا ہے؟ اور اس کا زمانی تعین کس طرح ہو گا؟
3. جدوجہد نبوی میں ہونے والی ہجرتوں کے کیا دعوتی، سماجی ومعاشرتی، سیاسی، آبادیاتی، ثقافتی، معاشی، علاقائی، تشکیلی، تکمیلی اور عالمی اثرات مرتب ہوئے؟
4. ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کے نتیجے میں آنے والی سماجی تبدیلیوں کے دوری (Cyclic)، ارتقائی (Evolutionary)، تفاعلی (Functional)، اور آویزشی (conflict) تناظرات کیا ہیں؟
5. ریاست مدینہ کے قیام کے عمل کا اعادہ سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں کیوں کر ممکن ہے؟
6. خطبہ حجۃ الوداع میں امت کو دیے گئے "فلیبلغ الشاھد الغائب" کے فریضہ کے مذہبی، سماجی اور سیاسی مضمرات کیے ہیں اور ان کی عملی تعبیر کیوں کر ممکن ہے؟
7. فہم سیرت کے خالص مذہبی طرزِ فکر کی عملی اور حیاتیاتی طرزِ فکر میں بدلنے کی سبیل کیا ہو سکتی ہے؟[132]

یہ وہ امور وسوالات ہیں جن کو علامہ ڈاکٹر طاہر القادری نے "سیرۃ الرسول ﷺ" کی 10 جلدوں میں مدنظر رکھا اور ان کی تفہیم قارئین کے سامنے پیش کرنے کی کاوش کی۔ دو جلدوں پر مشتمل "مقدمہ سیرت الرسول" عہد آفریں تصنیف میں علامہ نے سیرۃ الرسول ﷺ کی حکمت وفلسفہ وسائنس اور معاصر مسائل کو حل کرنے کے حوالے سے عصرِ حاضر میں ہماری انفرادی وقومی حیات کے لیے معنویت سیرت کو عیاں کیا۔ جس میں سرفہرست مطالعہ سیرت کے منہاج کا تذکرہ، سیرت کی مختلف جہات کی اہمیت بیان ہے۔ ترتیب کا انداز کچھ اس طرح ہے کہ پہلے پہل فہرست، پھر پیشِ لفظ، اس کے بعد ابتدائیہ، مطالعہ سیرت کا منہاج اور پھر اس کے ساتھ مختصر عنوانات بنائے:

1. عالم اسلام میں سیرۃ الرسول ﷺ کا ادھورا فہم۔

2. غیر اسلامی دنیا میں سیر کے فہم اور ابلاغ میں درپیش چیلنجز۔
3. مطالعہ سیرت الرسول کے بنیادی اصول۔

اس کے بعد کئی ذیلی عنوانات تحریر کیے گئے اور پھر سات ابواب کا تذکرہ بھی کیا۔ ان میں بھی ذیلی عنوانات کا بیان ہے:

1. قرآن کا جمالیاتی اسلوب اور بیان سیرت۔
2. صحابہ کرام کا طرزِ عمل اور تشکیل اسلوب سیرت۔
3. سیرۃ الرسول ﷺ کی دینی اہمیت۔
4. سیرۃ الرسول ﷺ کی آئینی و دستوری اہمیت۔
5. سیرۃ الرسول ﷺ کی ریاستی اہمیت۔
6. سیرۃ الرسول ﷺ کی انتظامی اہمیت۔
7. سیرۃ الرسول ﷺ کی علمی و سائنسی اہمیت۔[133]

مقدمہ کی پہلی جلد میں علامہ نے نبی کریم ﷺ کے جمال سیرتِ مبارکہ کا تذکرہ آیاتِ قرآنی کی روشنی میں کیا کیوں کہ قرآن حکیم میں احکاماتِ الٰہیہ کا اطلاق و نفاذ "سیرۃ الرسول ﷺ" سمجھے بغیر ممکن نہیں ہے۔ مقدمہ کی دوسری جلد 217 صفحات پر مشتمل درج ذیل عنوانات پر مذکور ہے:

1. سیرۃ الرسول ﷺ کی شخصیتی ورسالتی اہمیت۔
2. سیرۃ الرسول ﷺ کی ثقافتی و تہذیبی اہمیت۔
3. سیرۃ الرسول ﷺ کی تاریخی اہمیت۔
4. سیرۃ الرسول ﷺ کی معاشی اہمیت۔
5. سیرۃ الرسول ﷺ کی عصری و بین الاقوامی اہمیت۔
6. سیرۃ الرسول ﷺ کی نظریاتی وانقلابی اہمیت۔
7. سیرۃ الرسول کی ﷺ کی اہمیت حقوق انسانی کے تناظر میں۔
8. سیرۃ الرسول ﷺ کی اقلیتوں کے حقوق کے تناظر میں۔
9. سیرۃ الرسول ﷺ کے امن عالم کے تناظر میں ماٰخذ و مراجع[134]

پہلی جلد کے دو حصوں کو مکمل کرنے کے بعد دوسری جلد سے دسویں جلد تک سیرت کے مختلف گوشوں کو بیان کیا۔ دوسری جلد میں قبل از بعثت عرب اور مکہ کی حالت، نسب نبوی، ولادت باسعادت، جشن میلاد النبی ﷺ، رضاعت و طفولیت وفاتِ آمنہؓ، ایمان ابوین کریمین، پیکر حسن نبوی ﷺ وغیرہ کو بیان کیا۔ تیسری جلد میں معصوم لڑکپن سے بے مثال عہد شباب تک، بشارات بعثت اور ظہور علامات نبوت، بعثت ورسالت اور نزول وحی کا آغاز، انقلاب کی زیر زمین تیاری کا تین سالہ دور، اعلانیہ دعوت و تبلیغ اور قربانیوں کا دور وغیرہ کو بیان کیا گیا۔ چوتھی جلد میں فلسفہ ہجرت کو بیان کیا گیا اور پانچویں جلد میں سفر ہجرت مدینہ کے حوالے سے تذکرہ شامل ہے۔ چھٹی جلد میں دس سالہ مدنی دور و واقعات کا بیان ہے۔ ساتویں جلد میں فلسفہ جنگ وامن اور آٹھویں جلد میں غزوات وسرایا، نویں جلد میں معجزات کا بیان اور دسویں جلد میں شمائل و خصائص وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اسلوب تحریر کے حوالے

سے دیکھا جائے تو جدید اسلوب کے ساتھ سائنسی اصولوں کے مطابق تحقیقی انداز اپنایا گیا۔ بدلتے رجحانات و بین الاقوامی اصولوں کو مد نظر رکھا گیا۔ سیرت کے اہم پہلوؤں کو عام فہم طرز سے اجاگر کرنے کی سعی کی گئی۔ نبی ﷺ کی قائم کردہ اصلاحات پر قلم فرسائی کر کے نسل نو تک جدید انداز میں سیرت پاک کے سنہری اصول پہنچانے میں ڈاکٹر محمد طاہر القادریؒ نے اپنا کردار ادا کیا۔[135] کتاب میں بعض جگہ پر انگریزی اقتباسات کے ساتھ مستشرقین کی کتب کے اقتباسات کو بھی شامل کیا گیا اور کئی مقامات پر عربی اشعار کا بھی استعمال کیا گیا۔[136] نبی ﷺ کی دعوت کی اہمیت و جامعیت کے تذکرہ کے ساتھ مسلم امہ کی فتوحات کا بھی ذکر کیا گیا۔ اسلامی طرزِ معاشرت پر گفتگو کے ساتھ سیرت کے اخلاقی و نظریاتی پہلو پر بھی بات چیت کی گئی۔ کتاب کی زبان میں سلاست وروانی پائی جاتی ہے۔ اسلوب نگارش بڑا دلکش و دیدہ زیب ہے جو واقعہ بھی درج کیا گیا وہ روایت و درایت کی کسوٹی پر اترتا ہے۔

"سیرۃ الرسول ﷺ" کی انفرادیت و امتیازی مقام یہ ہے کہ سابقہ ارباب سیر نے آغاز ہی سیرت سے کیا۔ اس بات پر روشنی نہیں ڈالی کہ سیرت ہے کیا اور کیسے بنتی ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تصنیف میں اس پہلو کو بیان کرنے کی کاوش کی ہے۔ دوسرا اس سے پہلے جتنی بھی کتب ہیں۔ ان کا مقدمہ اس کتاب کی طرح الگ جلدوں میں مختص نہیں کیا گیا۔ کتاب کا مقدمہ سے آغاز نہ صرف اردو کتب سیرت بلکہ عرب و عجم اور مسلم و غیر مسلم دنیا کی تمام کتب میں اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہونے کا درجہ رکھتا ہے۔ اس سے پہلے اسلامی دنیا میں تفسیر، حدیث اور تاریخ کی کتب کے مقدمے تحریر ہوئے۔ تاہم سیرت نگاری کی تاریخ میں کسی بھی مصنف نے اصولِ سیرت پر مشتمل مقدمہ تصنیف نہیں کیا۔ یہ امتیاز بھی علامہ ڈاکٹر طاہر القادری کو حاصل ہے جنہوں نے علمی دنیا میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ مقدمہ "سیرۃ الرسول ﷺ" میں سیرت کے موضوع کا مخاطب صرف اہل اسلام نہیں بلکہ تمام انسانیت ہے۔[137] فقہی بحث بیان کرتے مولانا طاہر القادریؒ بنیادی نصوص سے دلائل کو بیان کرتے ہیں۔ کسی فقہی مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے کہیں قرآنی آیات سے استدلال کر کے اپنی رائے اس حوالے سے بیان کرتے ہیں اور کہیں احادیث کو اس مسئلہ کے حوالے سے رقم طراز کرتے ہیں اور دلائل پیش کرتے ہیں متعدد مقامات پر وقائع سیرت سے اس کا تعلق قائم رکھتے اور بعض مسائل میں ائمہ اربعہ کی آراء کو بھی کتاب میں بیان کرتے نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر لاش کا مثلہ نہ کرنا، انسان کو آگ کا عذاب دینے کی ممانعت، خمس، فئے وغیرہ جیسے مسائل میں اسی اسلوب کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔[138]

نتائج بحث

- سیرت طیبہ چونکہ جامعیت کا نمونہ ہے اس لیے اردو کتب سیرت میں وقائع سیرت کے ذیل میں فقہی بحث میں بھی متعدد سیرت کے پہلوؤں کے حوالے سے راہنمائی ملتی ہے جیسے کہ فقہی احکام کی بحث میں فکری، تہذیبی، معاشرتی، معاشی، سیاسی، بین الاقوامی، اقتصادی غرض ہر پہلو کے حوالے سے احکام کا بیان ملا۔
- عصر حاضر میں عوام الناس سیرت طیبہ ﷺ سے دور ہو چکی ہے۔ کامیابی کا سمندر ذاتِ محمدیہ ﷺ کی سیرت کی پیروی ہے۔ اس حوالے سے کتبِ سیرت ماخذ و منبع ہیں جن میں زندگی گزارنے کا سامان ہے۔ مقالہ ہذا میں بیان کتبِ سیرت اور ان کے فقہی مباحث اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔
- عربی کتب سیرت میں فقہ السیرہ اور فقہیاتِ سیرت کا رجحان پایا گیا اسی طرح عصر حاضر میں بھی رجحان یہ بطور اصطلاح عام ہوتا ہوا نظر آرہا ہے جس کی ایک تحریری صورت یہ اردو کتبِ سیرت بھی ہیں۔

―――――――――――――――――

References

1 Mawlānā Muftī Muḥammad Luṭf Allāh ʿAlīgaṛhī; Nawwāb Muḥammad Ḥabīb al-Raḥmān Shurwānī, *Ustādh al-ʿUlamāʾ* (Lahore: Maktabah Qādiriyyah, 1400/1980), 11.

2 Chishtī, Mawlānā Muḥammad ʿAbd al-Ḥalīm, *Ḥayāt Waḥīd al-Zamān* (Karachi: Nūr Muḥammad, Aṣaḥḥ al-Maṭāliʿ wa Kārkhānah Tijārat Kutub, 1957), 17.

3 Muftī, Muḥammad Ayyūb Qādirī, *Jang-i Āzādī 1857* (Karachi: Pāk Academy, 1976), 447.

4 Muftī ʿInāyat Aḥmad Kākorvī, *Tawārīkh Ḥabīb al-Ilāh* ﷺ, 2–3, 8.

5 Ibid., 170–171, 176.

6 Ibid., 2.

7 Ibid., 7–37.

8 Ibid., 37–171.

9 Ibid., 216.

10 Ibid., 172–200.

11 Ibid., 160.

12 Miyān Muḥammad Ṣiddīqī, "Urdū Zabān meñ Chand Aham Kutub," in *Fikr-o-Naẓar* (Islamabad: Idārah Taḥqīqāt Islāmī, 1992), 3/1–2, 269.

13 Muftī ʿInāyat Aḥmad Kākorvī, *Tawārīkh Ḥabīb al-Ilāh* ﷺ, 142.

14 Miyān Muḥammad Ṣiddīqī, *Urdū Zabān meñ Chand Aham Kutub*, 270.

15 Muftī ʿInāyat Aḥmad Kākorvī, *Tawārīkh Ḥabīb al-Ilāh* ﷺ, 2.

16 Ashraf ʿAlī Thānvī, *Nashr al-Ṭīb fī Dhikr al-Nabī al-Ḥabīb* ﷺ(Karachi: Tāj Company, 2003), 39.

17 Muftī ʿInāyat Aḥmad Kākorvī, *Tawārīkh Ḥabīb al-Ilāh* ﷺ, 142.

18 Ibid.

19 Ibid., 8.

20 Anwar Maḥmūd Khālid, *Urdū Naṡr meñ Sīrat Rasūl* ﷺ(Lahore: Iqbāl Academy, 1989), 330.

21 Faḍl Ḥaqq Khayrābādī, *Bāghī Hindustān*, trans. ʿAbd al-Shāhid Khān Shurwānī (Lahore: Maktabah Qādiriyyah, 1974), 153–154.

22 Ḥāfiẓ Muḥammad Akbar Shāh Bukhārī, *Akābir ʿUlamāʾ Deoband* (Lahore: Idārah Islāmiyyāt, 1999), 60.

23 Ashraf ʿAlī Thānvī, *Nashr al-Ṭīb fī Dhikr al-Nabī al-Ḥabīb* ﷺ, 9–10.

24 Ibid., 2.

25 Ibid., 6.

26 Ibid., 3–10.

27 Ibid., 91

28 Ibid., 83.

29 Ibid., 93.

30 Ibid., 126.

31 Ibid., 84.

32 Shaykh Muḥammad Akram, *Yādgār Shiblī* (Lahore: Idārah Thaqāfat-i Islāmiyyah, 1994), 27.

33 Sayyid Muḥammad Hāshim, *Sayyid Sulaymān Nadwī: Ḥayāt aur Adabī Karnāme* (Aligarh: Muslim University, 1995), 28.

34 Ghulām Muḥammad, *Tadhkirah Sulaymān* (Karachi: Idārah Nashr al-Maʿārif, 1984), 34.

35 Shāh Muʿīn al-Dīn Aḥmad Nadwī, *Ḥayāt Sulaymān*, 309–310, 392, 431, 472.

36 Anwar Maḥmūd Khālid, *Urdū Naṡr meñ Sīrat Rasūl* ﷺ, 536.

37 Shiblī Nuʿmānī; Sayyid Sulaymān Nadwī, *Sīrat al-Nabī* ﷺ(Lahore: Maktabah Islāmiyyah, 2012), 1:34.

38 Sayyid Sulaymān Nadwī, *Ḥayāt Shiblī*, 538.

39 Sayyid Sulaymān Nadwī, *Makātīb Shiblī* (Lucknow: Maṭbaʿ Shāhī, n.d.), 1:333.

40 Shaykh Muḥammad Akram, *Yādgār Shiblī*, 425.

41 Ibid., 426.

42 Ibid.

43 Shiblī Nuʿmānī; Nadwī, *Sīrat al-Nabī* ﷺ, 7:814–815.

44 Sayyid Sulaymān Nadwī, *Sīrat ʿĀʾishah*, 13.

45 Shaykh Muḥammad Akram, *Yādgār Shiblī*, 430.

46 Shiblī Nuʿmānī; Nadwī, *Sīrat al-Nabī* ﷺ, 5:15.

47 Ḥāfiẓ Mujīb Allāh, "Taḥrīk Nadwat al-ʿUlamāʾ," in *Maʿārif* (Azamgarh: Dār al-Muṣannifīn, 1955), 75:5, 252–254.

48 Shaykh Muḥammad Akram, *Yādgār Shiblī*, 437.

49 ʿAbd al-Raʾūf Ẓafar, *Aṭrāf Sīrat* (Lahore: Nashriyāt, 2014), 495–497.

50 Rashīd Aḥmad Ṣiddīqī, *Ganj Garanmāyah*, in *Maʿārif*, 116.

51 Sayyid ʿUbayd Allāh, "Fan Sīrat Nigārī par ek Naẓar," in *Taʿmīr Afkār* (Sīrat Number, April–June 2007), 15.
52 Shiblī Nuʿmānī; Nadwī, *Sīrat al-Nabī* ﷺ, 5:14
53 Ibid., 6:15
54 Sayyid ʿUbayd Allāh, "Fan Sīrat Nigārī," 15.
55 al-Qurʾān, 2:217.
56 al-Qurʾān, 5:2.
57 Shiblī Nuʿmānī; Nadwī, *Sīrat al-Nabī* ﷺ, 1:334.
58 Sayyid Sulaymān Nadwī, *Yādgār Raftagān* (Karachi: Majlis Nashriyāt Islām, 1983), 362.
59 Ḥakīm Muḥammad Isrār al-Ḥaqq, *Tārīkh Aṭibbāʾ Bihār* (Patna: Litho Press Ramna Lane, 1980), 72.
60 Miyān Muḥammad Ṣiddīqī, *Urdū Zabān meñ Chand Aham Kutub*, 309.
61 Yāsīn Maẓhar Ṣiddīqī, *Maṣādir Sīrat Nabawī* ﷺ, 2/627.
62 Ḥakīm Abū al-Barakāt ʿAbd al-Raʾūf Qādirī Dānāpūrī, *Aṣaḥḥ al-Siyar fī Hudā Khayr al-Bashar* ﷺ(Karachi: Majlis Nashriyāt Islām, 1979), 16.
63 Anwar Maḥmūd Khālid, *Urdū Naśr meñ Sīrat Rasūl* ﷺ, 634.
64 ʿAbd al-Raʾūf Dānāpūrī, *Aṣaḥḥ al-Siyar*, 4.
65 Ibid., 7.
66 Ibid., 6–7.
67 Anwar Maḥmūd Khālid, *Urdū Naśr meñ Sīrat Rasūl* ﷺ, 631.
68 Maḥmūd Aḥmad Ghāzī, *Muḥāḍarāt Sīrat* ﷺ(Lahore: al-Fayṣal Nāshirān, 2009), 680.
69 ʿAbd al-Raʾūf Dānāpūrī, *Aṣaḥḥ al-Siyar*, 435–437.
70 Ibid., 435–437.
71 Ibid., 192, 341.
72 Ibid., 500, 430–432.
73 Ibid., 191–192.
74 Ibid., 202.
75 Ibid., 303.
76 Ibid., 204–209.
77 Ibid., 190–192.
78 Ibid., 416–422.
79 Ibid., 667.
80 Maḥmūd Aḥmad Ghāzī, *Muḥāḍarāt Sīrat* ﷺ, 780–781.
81 ʿAbd al-Raʾūf Dānāpūrī, *Aṣaḥḥ al-Siyar*, 5.
82 Miyān Muḥammad Ṣiddīqī, *Urdū Zabān meñ Chand Aham Kutub Sīrat*, 312.
83 Ḥakīm Isrār al-Ḥaqq, *Tārīkh Aṭibbāʾ Bihār*, 74.
84 Ibid.
85 Muḥammad Akbar Shāh Bukhārī, *Akābir ʿUlamāʾ Deoband*, 215.
86 Anwar Maḥmūd Khālid, *Urdū Naśr meñ Sīrat Rasūl* ﷺ, 647.
87 Kandhlawī, Mawlānā Muḥammad Idrīs, *Sīrat Muṣṭafā* ﷺ(Karachi: Kutub Khānah Maẓharī, 1983), 1:15.
88 Anwar Maḥmūd Khālid, *Urdū Naśr meñ Sīrat Rasūl* ﷺ, 647..
89 Kandhlawī, Mawlānā Muḥammad Idrīs, *Sīrat Muṣṭafā* ﷺ, 20.
90 Kandhlawī, Mawlānā Muḥammad Idrīs, *Sīrat Muṣṭafā* ﷺ, ed. Muḥammad Saʿd Ṣiddīqī (Lahore: Maktabah ʿUthmāniyyah, 1983), 1:85–447.
91 Kandhlawī, Mawlānā Muḥammad Idrīs, *Sīrat Muṣṭafā* ﷺ(Karachi: Kutub Khānah Maẓharī, n.d.), 1:15–17.
92 Kandhlawī, Mawlānā Muḥammad Idrīs, *Sīrat Muṣṭafā* ﷺ, 1:3–8.
93 Muḥammad Saʿd Ṣiddīqī, *ʿIlm Tafsīr meñ Mawlānā Muḥammad Idrīs Kandhlawī kī Khidmāt* (Lahore: University of Punjab, 1993), 305.
94 Anwar Maḥmūd Khālid, *Urdū Naśr meñ Sīrat Rasūl* ﷺ, 651.
95 Kandhlawī, Mawlānā Muḥammad Idrīs, *Sīrat Muṣṭafā* ﷺ, 1:14 (muqaddimah).
96 Ibid., 1:71.
97 Ibid., 1:658–748.
98 Muḥammad Ẓahīr al-Dīn, *Mawlānā Muḥammad Idrīs Kandhlawī kī ʿIlmī Khidmāt* (Lahore: University of Punjab, 1974), 179.
99 Muḥammad Saʿd Ṣiddīqī, *ʿIlm Tafsīr meñ Mawlānā Idrīs Kandhlawī kī Khidmāt*, 229.
100 al-Qurʾān, 7:204.
101 Kandhlawī, *Sīrat Muṣṭafā* ﷺ, 1:305.
102 Muḥammad Shafīʿ Okārwī, *Dhikr Jamīl* (Lahore: Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, 2010), 15.

[103] Ibid., 13.
[104] ʿAbd al-Jabbār Khān, *Urdū meñ Sīrat Nabawī ﷺ kā Sarmāyah* (Jamshoro: Sindh University, PhD Thesis, 1979), 250.
[105] Muḥammad Shafīʿ Okārwī, *Dhikr Jamīl ﷺ*, 20.
[106] Ibid., 222.
[107] Ibid., 21.
[108] Pīr Muḥammad Karam Shāh al-Azharī, *Maqālāt* (Lahore: Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, 1998), 1:17.
[109] Pīr Muḥammad Karam Shāh al-Azharī, *Ḍiyāʾ al-Nabī ﷺ*(Lahore: Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, 1420), 1:34؛ Muḥammad Akram Sājid, *Tajalliyāt Ḍiyāʾ al-Ummat*, 1:316.
[110] Mawlānā Muḥammad Nuʿmān, *Kutub Sīrat kā Taʿāruf* (Karachi: Idārah al-Maʿārif, n.d.), 62.
[111] al-Azharī, *Ḍiyāʾ al-Nabī ﷺ*, 1–2:3–10.
[112] Ibid., 3–4:3–10.
[113] Ibid., 5–7:3–11.
[114] al-Azharī, *Ḍiyāʾ al-Nabī ﷺ*, 6–7:610–612؛ Muḥammad Nuʿmān, *Kutub Sīrat kā Taʿāruf*, 63؛ Muḥammad Akram Sājid, *Tajalliyāt Ḍiyāʾ al-Ummat*, 1:323–334.
[115] Muḥammad Akram Sājid, *Tajalliyāt Ḍiyāʾ al-Ummat*, 1/315–334.
[116] al-Azharī, *Ḍiyāʾ al-Nabī ﷺ*, 4:132–133.
[117] Abū al-Ḥasan Qārī Shams al-Dīn Shamsī, *Faḍl al-Raḥmān Ẓuʿamāʾ Ummat kī Naẓar meñ* (Mansehra: Jāmiʿah Islāmiyyah, 2012), 14–34.
[118] Sayyid Faḍl al-Raḥmān, *Hādī Aʿẓam ﷺ*(Karachi: Zawār Academy Publications, 1991), 2:3.
[119] Ibid., 1:41–42.
[120] Ibid., 1:45.
[121] Ibid., 1:42–44.
[122] Ibid., 1:41–46.
[123] Ibid., 1:470.
[124] Ibid., 1:524–527.
[125] ʿAbd al-Sattār Minhājīn, *Shaykh al-Islām Dr. Muḥammad Ṭāhir al-Qādrī* (Lahore: Minhāj al-Qurʾān Printers, 2012), 23.
[126] Naṣīr Aḥmad, "Dr. Ṭāhir al-Qādrī aur Tafsīr Minhāj al-Qurʾān," *al-Tafsīr* (Karachi: Majlis Tafsīr, 2014), 8:23, 412.
[127] Waḥīd ʿAzīz; Dr. Nāṣir Balōch, "Jadīd Sīrat Nigārī," *Jahān-i Taḥqīq* (Lahore: Students Consultancy Home, 2022), 1:5, 607.
[128] Muḥammad Sajjād Fayḍī, "Shaykh al-Islām ba-ḥaythiyat Sīrat Nigār," *Dukhtarān-i Islām* (Lahore, 2021), 28:2, 58.
[129] Ibid.
[130] Abū al-Ḥasan Zuhayrī, "ʿAwāmī Challenges aur Shaykh al-Islām," *Dukhtarān-i Islām* (Lahore, 2015), 22:7, 44.
[131] Shaykh al-Islām Dr. Muḥammad Ṭāhir al-Qādrī, *Muqaddimah Sīrat al-Rasūl ﷺ*(Lahore: Minhāj al-Qurʾān Publications, 1995), 1:26.
[132] Ibid., 1:27.
[133] Ibid., 1:5–6.
[134] Ibid., 2:3–6.
[135] Waḥīd ʿAzīz; Nāṣir Balōch, "Jadīd Sīrat Nigārī," 617.
[136] Muḥammad Ṭāhir al-Qādrī, *Muqaddimah Sīrat al-Rasūl ﷺ*, 1:38–42.
[137] Ibid., 1:27–28.
[138] Ibid., 7:118–130.